بسم اللہ الرحمن الرحیم الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ

سیدھا راستہ

لاہور

بیادگار

پیر طریقت، رہبر شریعت، زبدۃ العارفین، پیکر ایثار و وفا، فنافی الرسول، امین علم لدنی، قطب جلی، نائب غوث الثقلین

منظور نظر داتا گنج بخش، حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ

(نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی)

قدس سرہ العزیز

عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کے لئے عام فہم اور آسان سلیس اردو

بیسیوں حوالہ جات سے مزین، دورِ جدید میں منفرد حیثیت کا حامل

مسلسل اشاعت کا ستائیسواں سال

حُسنِ ترتیب

۱	حمد باری تعالیٰ و نعت شریف۔	۲
۲	قطعہ تاریخ وصال۔	۳
۳	اداریہ۔	۴
۴	تفسیر یوسفی۔	۶
۵	درس حدیث شریف۔	۱۵
٦	بخاری شریف پڑھئے، بحوالہ تیسیر الباری۔	۱۸
۷	جہاد میں حیات ہے (قسط نمبر ۵)۔	۲۵
۸	غوث الثقلین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ	۳۱
۹	حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اور صحیح بخاری۔	۴۱

بفضل عنایت

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ یوسفی زم زم

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی

سجادہ نشینان آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

مدیر اعلیٰ: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر معاون: صاحبزادہ مفتی حافظ خلیل احمد یوسفی

مینیجنگ ایڈیٹر: رشید احمد جنجوعہ یوسفی (ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی)

سرکولیشن کنٹرولرز: شیخ فہد احمد یوسفی، حافظ ظفر یوسفی

رکن کونسل آف جرائد اہلسنّت پاکستان

سالانہ ممبر شپ فیس (اندرون و بیرون ملک) روپے

الجزائر، ایران، ترکی، عراق	2000
عرب امارات و سعودی عرب	2000
انگلینڈ	2000
کینیڈا، امریکہ	2500
پاکستان	300

زیرِ انتظام: صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی، صاحبزادہ حافظ مفتی خلیل احمد یوسفی، صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زم زم

پروف ریڈرز: مفتی محمد آصف یوسفی، ملک محمد سلیم نواز یوسفی، شیخ محمد عبدالعلیم یوسفی، محمد عامر فقیر، محمد وسیم یوسفی

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتا: ایڈیٹر ماہنامہ "سیدھا راستہ"

جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک B-III گجر پورہ سکیم لاہور

042-36880027,0300-4274936

ڈرافٹ اور چیک کے لئے: منیر احمد یوسفی اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بنک شاد باغ لاہور

قیمت فی شمارہ 30 روپے

پبلشر منیر احمد یوسفی نے حامد جمیل پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر جامع مسجد نگینہ بلاک B-III چائنہ سکیم لاہور سے شائع کیا

کمپوزنگ: ابوبکر کمپیوٹر سینٹر۔ 977-A بلاک B-III چائنہ سکیم لاہور 0300-4274936

ویب سائٹ: http://www.seedharastah.com

ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com

http://www.facebook.com/seedharastah

خداﷻ دے واسطے حمداں تمامی

ازقلم: نائب غوث الثقلین امین علم لدنی حضرت مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ

خُدآ دے واسطے حمداں تمامی
خُدآ دا سب توں اُچا نامِ نامی

اُوہ ہر ذرّے دا ہے مالک تے خالق
میں کیہہ دسّاں اُوہدی اَرفع مقامی

خدآ رازق حقیقی ساریاں دا
ہے کوئی خاص تے بھاویں ہے عامی

ہے اُس دی شان ستّارُ العیُوبی
چھپا لیندا اے اوہ بندیاں دی خامی

ہے ازلوں اَبد تیکر اُس دی شاہی
قدیمی شان ہے اُوہدی دوامی

شریک اُوہدا کوئی شے جو بناوے
اُوہ ہے بدبخت تے مشرک حرامی

کرے تعریف کیہہ بندہ خُدآ دی
جنہوں دیندے نے گل عالم سلامی

نبی مُرسل تے بھاویں اَولیاء نے
خدآ وَلّوں نے ایہہ سارے پیامی

اُوہدے ہی فضل تھیں ملیاں زباناں
تے بخشی اُوسے نے ہے خوش کلامی

کدی وی اَوہ نئیں ڈر دے کسے توں
خدآ جنہاں دا ہے ناصر تے حامی

ایہہ ہے فرمان یوسفؔ میرے ربّ دا
کرو سارے محمد☆ دی غُلامی

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی

ازقلم: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ☆ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ☆ کی

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ☆ کی

کافروں پر تیغ والا سے گری برقِ غضب
ابر آسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ☆ کی

لَا وَ رَبِّ الْعَرْش جس جو کو ملا اُن سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ☆ کی

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ☆ کی

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے' چاند اشارے سے ہو چاک
اَندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ☆ کی

ہم بھکاری وہ کریم اُن کا خدا اُن سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ☆ کی

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ☆ کی

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے اُلفت رسول اللہ☆ کی

ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید و بند
حشر کو کھل جائیگی طاقت رسول اللہ☆ کی

اے رضاؔ خود صاحبِ قرآں ہے مداحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ☆ کی

ﷻ جل جلالہٗ۔ ☆صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

قطعہ تاریخ وصال

''صداقت شعار''
1166ء

''جلیل القدر محی الدین''
561ھ

''واصلِ حق محبوبِ سبحانی ابو محمد سیّدنا عبدالقادر جیلانی''
1166ء

قبلہ گاہی وقارِ ملّت و دیں — غوثُ الاعظم قرارِ قلبِ حزیں
حضرتِ دستگیر والا شاں — سیّدُ الاولیائے رُوئے زمیں
کار سازِ جہاں باذنِ اللہ — زُبدۃُ الاصفیا و محی الدیں
حامیٔ بے کساں، معینِ زماں — کوئی اُن سا کہیں بھی اور نہیں
سب سلاسل پہ ہے کرم اُن کا — پیر پیراں کے سب ہیں زیرِ نگیں
فیض سے اُن کے جگمگائے جہاں — لطف سے ان کے ضوفشاں ہے زمیں
اولیائے زماں قیامت تک — خم کریں گے انہی کے در پہ جبیں
مظہرِ حسنِ مصطفائی ہیں — وہ ہیں اِک عکسِ ذاتِ نورِ مبیں
آؤ اُن کی متابعت میں رہیں — آؤ روشن کریں عمل کا نگیں
آؤ اُن کے کہے کو حق مانیں — آؤ اپنائیں ان کی فکرِ حسیں
آؤ اُن سے سبق لیں وحدت کا — آؤ محکم کریں خدا پہ یقیں
کہہ دے مہجورؔ سالِ ہائے وصال — ملہمِ غیب کا تو بن کے امیں

''کعبۂ من، قطبِ ربانی'' 561ھ
''نافعِ عصر'' 561ھ و ''مردِ نُورانی'' 561ھ

سیّد عارف محمود مہجورؔ رضوی (گجرات)

صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری (جلد اوّل)

یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جس کو پڑھا لکھا اور کم پڑھا لکھا آدمی بھی جب پڑھے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی رحمت سے بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی پورے وثوق سے عرض کرتا ہے کہ وہ با آسانی اس کتاب کو سمجھ جائے گا اور اگر کوئی آزاد خیال انصاف کی نگاہ سے اس کا مطالعہ کرے گا تو وہ صحیح العقیدہ سُنّی ہو جائے گا اور اُس کا سینہ نورِ ایمان سے منور ہو جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اِس کتاب میں کوئی بات بھی ایسی نہیں لکھی گی ہے کہ جو قرآنِ مجید یا اَحادیثِ مبارکہ کے مطابق نہ ہو۔ ہر بات مستند حوالہ جات کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔

خیر اندیش: منیر احمد یوسفی عفی عنہ

تالیف: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

کل صفحات 336 (مجلد)
ہدیہ: ۳۰۰ روپے

پیش کش: جامع مسجد نگینہ
A-977 بلاک B-III گجر پورہ (چانڈ) سکیم لاہور
042-36823128, 36846677, 0300-4274936

اداریہ

امریکی قاتل جاسوس اور سفارتی استثنیٰ

26 جنوری 2011ء کو لاہور کے پُر رونق قرطبہ چوک مزنگ چونگی میں امریکی جاسوس' سی آئی اے اور بدنام زمانہ بلیک واٹر تنظیم کے ایجنٹ ریمنڈ ایلن ڈیوس نے دن دیہاڑے دو بے گناہ پاکستانی نوجوانوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ اور پھر فرار ہوتے ہوئے پکڑا گیا۔ پاکستانی قانون کے مطابق اُس کے خلاف قتل کا مقدمہ درج ہوا۔ دورانِ تفتیش اُس سے جدید اور طاقتور اسلحہ' وائرلیس سیٹ' گلوبل پوزیشننگ سسٹم' دوربین' جدید کیمروں کے علاوہ دینی مدارس' لاہور شہر کی اہم عمارات کی تصاویر کے علاوہ موبائل نمبروں کی فہرست جن میں بعض سیٹلائٹ نمبر بھی تھے' برآمد ہوئے ہیں اور ملزم نے اقرارِ جرم بھی کر لیا ہے۔ اَب اُس کے خلاف قتل کا مقدمہ پاکستانی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ لیکن اِس گھناؤنے واقعہ پر کسی قسم کی ندامت اور معذرت کا اِظہار کرتے ہوئے عدالتی فیصلے کا اِنتظار کرنے کی بجائے امریکی حکومت نے اپنی فطرت کے عین مطابق حکومت پاکستان کو ڈرانے دھمکانے والی پالیسی اختیار کرتے ہوئے شور مچانا شروع کر دیا ہے کہ آر۔ ایل۔ ڈیوس کو امریکی سفارتخانے کا ٹیکنیکل سٹاف ممبر ہونے کی وجہ سے سفارتی استثنیٰ حاصل ہے۔ یہاں تک کہ امریکی صدر نے بھی تمام سفارتی آداب اور بین الاقوامی قواعد و ضوابط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تحکمانہ انداز میں کہا کہ ریمنڈ کو سفارتی استثنیٰ حاصل ہے' لہٰذا اِس کو فوراً رہا کیا جائے۔ اِس کے ساتھ ساتھ پاکستان کو یہ دھمکیاں بھی دی جا رہی ہیں کہ بصورتِ دیگر پاکستان کی امداد روک دی جائے گی اور پاکستان کے ساتھ تعلقات بھی متاثر ہو سکتے ہیں۔

امریکہ کا یہ طرزِ عمل کوئی اچنبھے کی بات نہیں یہ اُس کا پرانا وطیرہ ہے کہ دنیا کے کسی بھی کونے یا خطے میں کوئی بڑا واقعہ ہو جائے تو بلا تحقیق مسلمانوں کو موردِ الزام ٹھہراتے ہوئے دہشتگردی کا لیبل لگانے کے بعد پاکستان کو اِس کا مرکز و محور ظاہر کر کے بلیک میلنگ شروع کر دیتا ہے۔ اَب جبکہ اِس کے اپنے جاسوس نے سرعام سینکڑوں لوگوں کی موجودگی میں نہایت وحشیانہ طریقہ سے تین بلکہ چار معصوم پاکستانیوں کی جانیں لی ہیں تو امریکہ کے تمام ضابطے تبدیل ہو گئے ہیں۔ اِس کو اپنے بدمعاش جاسوس کی بہیمانہ کارروائی میں کسی قسم کی دہشتگردی نظر نہیں آئی اور بوکھلاہٹ میں مبتلا ہو کر اِس واضح حقیقت کو جھٹلاتے ہوئے کبھی کہا جاتا ہے کہ اِس نے اپنے دفاع میں گولیاں چلائی ہیں۔ جبکہ حالات و واقعات اِس موقف کی تائید نہیں کرتے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ اِس کو سفارتی استثنیٰ حاصل ہے۔ لیکن اِس بات میں کوئی وزن اِس لئے نظر نہیں کہ اگر واقعی آر۔ ایل۔ ڈیوس سفارتکار ہوتا تو امریکی سفارتخانہ تذبذب کا شکار ہو کر یہ نہ کہتا کہ ریمنڈ لاہور میں امریکن قونصلیت کا ٹیکنیکل ایکسپرٹ ہے۔ جبکہ لاہور میں امریکی قونصل خانہ کی طرف سے یہ کہا گیا کہ وہ اِسلام آباد میں امریکی سفارتخانے کا ملازم ہے۔ تاہم اگر اِس موقف کو مان بھی لیا جائے تو پھر بھی مجرم کو سفارتی استثنیٰ حاصل نہیں کیونکہ ماہرین قانون بین الاقوام کے نزدیک ویانا کنونشن میں بالوضاحت درج ہے کہ سفارتخانہ میں تعینات سفارتکاروں اور سٹاف کو جو استثنیٰ حاصل ہے وہ قونصل خانہ میں تعینات سفارتکاروں اور ٹیکنیکل سٹاف کو حاصل نہیں۔ دوسرا ویانا کنونشن میں یہ بھی درج ہے کہ سفارتکاروں کو سنگین نوعیت کے جرائم میں استثنیٰ حاصل نہیں ہو گا۔ تو کیا دوہرے قتل کا جرم سنگین نہیں؟ اور پھر سفارتی استثنیٰ حاصل کرنے کے لئے ضروری نہیں کہ سفارتکار سفارتی حدود و قیود کی پاسداری کریں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سفارتکار سرعام بدمعاشی کرتا پھرے' لوگوں کو قتل کرتا پھرے اور سفارتی استثنیٰ کی بنا پر اِس کی گرفت نہ ہو۔

آج امریکہ اپنے جاسوس اور اِنسانیت کے قاتل کے لئے تو سفارتی استثنیٰ حاصل کرنے کے لئے بہت بے چین و پریشان ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ریمنڈ ڈیوس کے لئے سفارتی استثنیٰ کے علاوہ امریکہ کو کوئی اور مسئلہ درپیش ہی نہیں۔ جبکہ دوسری طرف اِس کا

اپنا کردار یہ ہے کہ اِس نے کبھی بھی سفارتی آداب وقوانین کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا ہے اور نہ ہی اِن کا احترام کیا ہے۔ اِس کی واضح مثال ہے کہ پاکستان میں افغانستان کے سفیر جناب ملا عبدالسّلام ضعیف کو پشاور سے گرفتار کر کے نہایت وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا' شدید سردی میں اُن کو برہنہ کر کے جیل میں ڈال دیا۔ کیا عبدالسّلام ضعیف کو سفارتی استثنیٰ حاصل نہیں تھا۔ یقیناً استثنیٰ حاصل تھا لیکن یہ امریکہ کی بدمعاشی اور سینہ زوری تھی کہ اُس نے افغان سفیر کو حاصل سفارتی استثنیٰ کا احترام نہیں کیا تھا۔ حالانکہ اس نے نہ تو کسی کو قتل کیا تھا' نہ کسی کو اغواء کیا اور نہ ہی اُس پر کسی قسم کا مقدمہ درج تھا۔ محض طالبان حکومت کا سفیر ہونے کی وجہ سے وہ امریکی غنڈہ گردی کا نشانہ بنا تھا۔

واضح ہو کہ قانونی ماہرین کے مطابق عالمی قانون کی اہمیت اپنی جگہ لیکن جب کسی ملک یا ریاست کی بات ہو تو ملکی قانون کو عالمی قانون پر برتری حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا امریکہ بین الاقوامی ضابطہ اَخلاق کی پاسداری کرتے ہوئے پاکستان کی خودمختاری کے احترام کے علاوہ پاکستانی عدلیہ پر اِعتماد کرے۔ اور اُس کو اس مقدمہ قتل کے تمام قانونی تقاضوں کو پورا کرنے دے۔ محض اپنی طاقت کے زعم میں اِنسانیت کے قاتل کے لئے سفارتی استثنیٰ اور رہائی کا مطالبہ نہ کرے۔ اور یہ بات ذہن میں رہے کہ ماضی میں امریکی پٹھو شہنشاہ ایران نے امریکی خوشنودی کے لئے ایک قانون ''استثنیٰ برائے امریکی شہری'' بنایا تھا۔ جس کے تحت ایران میں تمام امریکی فوجی مشیروں' اُن کے خاندانوں' تکنیکی ماہرین' اِنتظامی عہدیداروں' ملازمین یا اُن سے منسلک کوئی بھی فرد ایران میں کئے گئے جرم سے قانونی طور پر آزاد قرار دیا گیا تھا۔ اور اگر کوئی امریکی نوکر یا باورچی بھی کسی ایرانی حتیٰ کہ ایرانی صدر کو بھی قتل کر دے تو پولیس اُس کو گرفتار کرنے کی مجاز نہ تھی اور نہ ہی ایرانی عدلیہ کو ایسے قاتل کے خلاف کارروائی کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ یہ محض اُس بھیک کا نتیجہ تھا جو امداد کی شکل میں امریکہ ایران کو دیتا تھا۔ لیکن جب ایک موقع پر واقعی ایک امریکی کے ہاتھوں ایک ایرانی شہری مارا گیا تو قانونی اور سفارتی استثنیٰ کے باعث اِنصاف سے مایوس عوام نے اِنصاف کا دامن اپنے ہاتھ میں لے کر اُس امریکی قاتل کو موقع پر ہی قتل کر دیا۔

حکومت پاکستان نے تاحال اِس معاملہ میں جو اصولی موقف اختیار کیا ہے وہ قابل ستائش ہے کہ دوہرے قتل اور قاتل کے سفارتی استثنیٰ کا فیصلہ پاکستان کی عدلیہ ہی کرے گی۔ حکومت کو اپنے اِس موقف پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے امریکہ کی روایتی بلیک میلنگ کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ آج کل اخباری کالموں اور بعض ٹی وی چینلز پر بعض اینکر پرسن بڑے زور شور سے پروپیگنڈہ کرتے نظر آ رہے ہیں کہ اگر ریمنڈ ڈیوس کو رہا نہ کیا گیا تو امریکہ ناراض ہو جائے گا۔ ہماری اِمداد بند ہو جائے گی' ہمارے لئے زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا۔ پاکستان دُنیا میں تنہا اور اَچھوت بن جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب امریکی نمک خوار (N.G.O) تنظیموں کا پروپیگنڈہ اور ایجنڈا ہے۔ کوئی اِن سے پوچھے کہ کیا دُنیا میں زندہ رہنے کے لئے امریکی غلامی ناگزیر ضروری ہے۔ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ جس کسی نے امریکہ سے تعلق توڑ لئے ہوں تو وہ ختم ہو گیا ہو۔ یہ محض غلط قسم کے مفروضے ہیں۔ اَصل میں پاکستان چونکہ ایک مسلم ایٹمی قوت ہے جو برداشت نہیں ہو رہا۔ یہود و نصاریٰ ہر وقت اِس کے خلاف سرگرم عمل رہتے ہیں۔ اِس وقت نا جانے کتنے امریکی جاسوس اور سی آئی اے کے ایجنٹ ریمنڈ ڈیوس جیسے سفارتکاروں کی شکل میں پاکستان میں سرگرم عمل ہیں اور کیا کیا کر رہے ہیں۔ یہ سب پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

لہٰذا حکومت اِن مفروضوں کو نظر انداز کر کے اپنے موقف پر مستحکم رہے۔ اور عدلیہ کے فیصلے کا اِنتظار کرے۔ اِس وقت اپنے اعصاب کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ اُصولی موقف کی ہی کامیابی ہوگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ پاکستان کو غیر مسلموں کی سازشوں سے محفوظ رکھے اور ہمارے حکمرانوں کو امریکہ کی بجائے اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر یوسفی

از فیضان: پیر طریقت امین علم لدنی حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ

ترتیب: علامہ مولانا حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ فِیْ رَبِّہٖٓ اَنْ اٰتٰہُ اللّٰہُ الْمُلْکَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۚ﴿۲۵۸﴾ (البقرۃ:۲۵۸)

"(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) کیا آپ (ﷺ) نے نہ دیکھا تھا اُسے جو ابراہیم (علیہ السلام) سے جھگڑا اُس کے ربّ (ذوالجلال والاکرام) کے بارے میں، اِس پر کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُسے بادشاہی دی جبکہ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ میرا رب (عزوجل) وہ ہے کہ زندہ فرماتا اور مارتا ہے۔ بولا میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔ ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا: پس بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) سورج کو مشرق سے لاتا ہے تو اس کو مغرب سے لے آ۔ تو کافر کے ہوش اُڑ گئے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو"۔

(اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ) "(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) کیا آپ (ﷺ) نے اُس شخص کی طرف نہیں دیکھا"۔

نمرود کون تھا؟

وَالَّذِیْ حَآجَّ ھُوَ نَمْرُوْدُ بْنُ کِنْعَانَ بْنِ سَامِ بْنِ نُوْحٍ [۱] وہ جس نے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) سے جھگڑا کیا وہ "نمرود بن کنعان بن سام بن نوح تھا"۔

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **اَلَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھِیْمَ فِیْ رَبِّہٖ ھُوَ نَمْرُوْدُ بْنُ کِنْعَانَ** [۲] "(حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) سے اُن کے رب (تبارک وتعالیٰ) کے بارے میں جھگڑا کرنے والا نمرود بن کنعان تھا"۔

قَالَ الْبَغْوِیُّ ھُوَ اَوَّلُ مَنْ وَّضَعَ التَّاجَ عَلٰی رَاْسِہٖ وَتَجَبَّرَ فِی الْاَرْضِ وَادَّعَی الرَّبُوْبِیَّۃَ [۳]

"(حضرت امام) بغوی (علیہ الرحمہ) نے کہا ہے کہ (نمرود) وہ پہلا شخص تھا جس نے سر پر تاج رکھا اور زمین پر زبردستی کی اور ربوبیت کا دعویٰ کیا"۔

نَمْرُوْدُ بْنُ کِنْعَانَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّہٗ اَوَّلُ مَنْ مَّلَکَ فِی الْاَرْضِ اَتٰی بِرَجُلَیْنِ قَتَلَ اَحَدَھُمَا وَتَرَکَ الْاٰخَرَ فَقَالَ اَنَا اُحْیِیْ وَاُمِیْتُ قَالَ اَسْتَحْیِیْ اَتْرُکُ مَنْ شِئْتُ وَاُمِیْتُ اَقْتُلُ مَنْ شِئْتُ [۴] "نمرود بن کنعان پہلا شخص تھا جو زمین میں بادشاہ بنا۔ اُس کے پاس دو آدمی لائے گئے ایک کو اُس نے قتل کر دیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اور کہنے لگا میں زندہ بھی کرتا ہوں اور مارتا بھی ہوں۔ میں اس طرح زندہ کرتا ہوں کہ جسے چاہتا ہوں، چھوڑ دیتا ہوں اور مارتا ہوں یعنی جسے چاہتا ہوں قتل کرتا ہوں"۔

قَالَ نَمْرُوْدُ اَنَا اُحْیِیْ وَاُمِیْتُ اَنَا اُدْخِلُ اَرْبَعَۃً نَفَرًا بَیْتًا فَلَا یَطْعِمُوْنَ وَلَا یَسْقُوْنَ حَتّٰی اِذَا ھَلَکُوْا

---

[۱] روح البیان جلد ۱ ص ۴۱۰۔ [۲] درمنثور جلد ۲ جز ۳ ص ۲۴، روح البیان جلد ۱ ص ۴۱۰۔ [۳] تفسیری مظہری جلد ۱ ص ۳۶۵، روح البیان جلد ۱ ص ۴۱۰۔ [۴] درمنثور جلد ۲ جز ۳ ص ۲۵، ابن کثیر جلد ۱ ص ۲۷۱۔

مِنَ الْجُوْعِ اَطْعَمْتُ اِثْنَیْنِ وَسَقَیْتُهُمَا فَعَاشَا وَتَرَکْتُ اِثْنَیْنِ فَمَاتَا ۵ ''نمرود نے کہا' میں بھی زندہ کرتا ہوں اور میں بھی مارتا ہوں۔ میں چار افراد کو ایک کمرے میں داخل کرتا ہوں وہ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں حتیٰ کہ جب بھوک سے ہلاک ہونے کے قریب ہوتے ہیں تو اُن میں سے دو کو کھلاتا اور پلاتا ہوں' وہ زندہ رہتے ہیں اور دوسرے دو کو اسی طرح بھوکا رکھتا ہوں تو وہ مرجاتے ہیں''۔

اَنْ اٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْکَ ''یہ کہ اللہ (عزوجل) نے اُسے بادشاہی دی''۔

اَیْ کَانَ مُحَاجَتُهٗ لِاَجْلِ بَطَرِ الْمُلْکِ وَطُغْیَانِهٖ اَوْ اَسْنَدَ الْمُحَاجَةِ اِلٰی اِیْتَاءِ الْمُلْکِ عَلٰی طَرِیْقَةِ الْعَکْسِ یَعْنِیْ کَانَ الْوَاجِبُ عَلَیْهِ الشُّکْرُ فَعَکَسَ ۶ ''جھگڑے کی وجہ یہ تھی کہ اللہ (عزوجل) نے اُس کو حکومت عطا فرمائی تھی' اِس لئے اُس نے سرکشی کی۔ حکومت کا غرور اُس کے جھگڑے کی عِلّت تھا اُس نے عطائے خداوندی کے تقاضے کے خلاف کیا۔ عطا کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ شکر کرتا مگر اُس نے اس کے برعکس کیا''۔

عرب کا مقولہ:

عَادَیْتَنِیْ لِاَنِّیْ اَحْسَنْتُ اِلَیْکَ ۷ ''تو میرا اِس لئے دشمن ہوگیا کہ میں نے تجھ سے بھلائی کی''۔

قَالَ الْبَغْوِیُّ مَلِکُ الْاَرْضِ اَرْبَعَةٌ مُّؤْمِنَانِ وَکَافِرَانِ سُلَیْمَانُ وَ ذُوالْقَرْنَیْنِ وَنَمْرُوْدُ وَ بُخْتُ نَصَرٍ ۸ ''(حضرت امام) بغوی (علیہ الرحمہ) نے کہا روئے زمین پر چار بادشاہ ہوئے' دو مومن' دو کافر۔ حضرت سلیمان (علیہ السلام) اور حضرت ذوالقرنین (رحمہما اللہ تعالیٰ) مومن اور نمرود و بخت نصر کافر''۔

اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ''جب ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا میرا رب وہ ہے جو زندہ فرماتا ہے اور مارتا بھی ہے''۔ یہ الفاظ نمرود کے سوال کا جواب ہیں کہ اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس رب کی تم دعوت دے رہے ہو وہ رب کون ہے؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب ذوالجلال والاکرام کی عظمت اِن الفاظ میں بیان فرمائی۔ اَلْاَحْیَآءُ وَالْاِمَاتَةُ الْمَشْهُوْدَتَیْنِ فِیْ عَالَمِ الْاِمْکَانِ ۹ ''میرا رب وہ ہے جو زندگی بھی دیتا ہے اور موت بھی''۔

نمرود کا عقیدہ:

نَمْرُوْدُ لَعَلَّهٗ کَانَ دَهْرِیًّا غَبِیًّا یَزْعَمُ الْحَوَادِثُ بِالْاِتِّفَاقِ کَمَا یَزْعَمُهُ الدَّهْرِیُّوْنَ وَیَزْعَمُ اَنَّ ذَوِی الْعُقُوْلِ مِنَ الْمُمْکِنَاتِ خَالِقَةً لِّاَ فُعَالِهَا کَمَا یَزْعَمُهُ الْمُعْتَزِلَةُ وَالرَّوَافِضُ ۱۰ ''نمرود ملحد اور بد عقل تھا۔ دوسرے ملحدوں کی طرح اِس کا خیال تھا کہ کائنات کے تمام حوادثات محض اتفاقی ہیں جس طرح کے ملحدوں کا عقیدہ ہوتا ہے اور نمرود کا یہ عقیدہ تھا کہ اہل عقل اپنے افعال کے خود خالق ہیں۔ جیسے کہ رافضیوں اور معتزلہ کا عقیدہ ہے۔

نمرود نے کہا اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ ''میں بھی زندہ کرتا ہوں اور میں بھی مارتا ہوں''۔ فَدَعَا بِرَجُلَیْنِ فَقَتَلَ اَحَدَهُمَا وَاسْتَحْیَی الْاٰخَرَ ۱۱ ''پس اُس نے دو بندے بلائے ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا''۔ فَلَمَّا رَاٰی اِبْرٰهِیْمُ غَبَاوَتَهٗ عَنِ الْاِسْتِدْلَالِ بِالْحَوَادِثِ الْمُعْتَادَةِ ۱۲ ''جب (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے دیکھا کہ نمرود انتہائی غبی ہے جو معمولی حوادث کے استدلال کو بھی نہیں سمجھ سکا تو کلام بدل لیا''۔

---

۵ درمنثور جلد۲ جز۳ ص۲۵۔ ۶ تفسیر مظہری جلد۱ ص۳۶۵' تفسیر روح البیان جلد۱ ص۴۱۰۔ ۷ تفسیر مظہری جلد۱ ص۳۶۵۔ ۸ تفسیر مظہری جلد۱ ص۳۶۵' ابن جریر جلد۲ ص۲۷' ابن کثیر جلد۱ ص۲۷۱۔ ۹ تفسیر مظہری جلد۱ ص۳۶۶۔ ۱۰ مظہری جلد۱ ص۳۶۶۔ ۱۱ تفسیر مظہری جلد۱ ص۳۶۶' ابن جریر جلد۲ ص۲۷۔ ۱۲ تفسیر مظہری جلد۱ ص۳۶۶۔

قَالَ اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ: "(حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا: بے شک اللہ (عزوجل) سورج کو مشرق سے لاتا ہے"۔ وَھُوَ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یَّاْتِیَھَا مِنَ الْمَغْرِبِ اَوْ کَیْفَ یَشَآءُ [۱۳] "وہ (اللہ جل مجدہ الکریم) سورج کو مغرب سے نکالنے پر قادر ہے یا اس کے علاوہ جس طرح اُس کی مشیت ہو وہ سورج نکال سکتا ہے"۔

فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ: "تو اس کو مغرب سے لا"۔ اِنْ کُنْتَ تَزْعَمُ اَنَّکَ قَادِرٌ عَلٰی مَا تَفْعَلُ وَتُنْکِرُ الْوَاجِبَ فَاِنَّ الْمُمْکِنَاتِ کُلَّھَا سَوَآءٌ فِی الْخَلْقِ [۱۴] "اگر تیرا یہ گمان ہے کہ تو اپنے افعال کا مالک ہے یا اپنے آپ کو قادر جانتا ہے اور اللہ (عزوجل) کا انکار کرتا ہے تو سورج کو مغرب سے برآمد کر"۔ فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ: "تو کافر بے ہوش ہو گئے"۔ اَیْ تَحَیَّرَ وَ دَھَشَ وَانْقَطَعَتْ حُجَّتَہٗ لَمَّا رَاٰی اَنَّہٗ لَوْسَاَلَ اِبْرَاھِیْمُ رَبَّہٗ فَرَبُّہٗ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَغْرِبِ کَمَا جَعَلَ النَّارَ عَلَیْہِ بَرْدًا وَّسَلَامًا [۱۵] (نمرود) متحیر دہشت زدہ اور لاجواب ہو گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دُعا کی تو اُس کا رب سورج کو مغرب سے نکال دے گا جس طرح آگ کو اُس نے ٹھنڈک اور سلامتی سے بدل دیا تھا۔ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ "اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) ظالموں کو سیدھے راستے کی ہدایت نہیں دیتا" مگر اُن پر عذاب الیم آ جاتا ہے۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّ اَوَّلَ جَبَّارٍ کَانَ فِی الْاَرْضِ نَمْرُوْدُ وَکَانَ النَّاسُ یَخْرُجُوْنَ یَمْتَارُوْنَ مِنْ عِنْدِہِ الطَّعَامَ فَخَرَجَ اِبْرَاھِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَمْتَارُ مَعَ مَنْ یَّمْتَارُ فَاِذَا مَرَّ بِہٖ نَاسٌ قَالَ مَنْ رَّبُّکُمْ قَالُوْا لَہٗ اَنْتَ حَتّٰی مَرَّ بِہٖ اِبْرَاھِیْمُ فَقَالَ مَنْ رَّبُّکَ قَالَ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیِیْ وَاُمِیْتُ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ فَرَدَّہٗ بِغَیْرِ طَعَامٍ فَرَجَعَ اِبْرَاھِیْمُ اِلٰی اَھْلِہٖ فَمَرَّ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ رَّمْلٍ اَعْفَرَ فَقَالَ اَلَا آخُذُ مِنْ ھٰذَا فَاٰتِیْ بِہٖ اَھْلِیْ فَتَطِیْبَ اَنْفُسُھُمْ حِیْنَ اَدْخُلُ عَلَیْھِمْ؟ فَاَخَذَ مِنْہُ فَاَتٰی اَھْلَہٗ فَوَضَعَ مَتَاعَہٗ ثُمَّ نَامَ فَقَامَتِ امْرَاَتُہٗ اِلٰی مَتَاعِہٖ فَفَتَحَتْہُ فَاِذَا ھُوَ بِاَجْوَدِ طَعَامٍ رَاٰہُ اَحَدٌ فَصَنَعَتْ لَہٗ مِنْہُ فَقَرَّبَتْہُ اِلَیْہِ وَکَانَ عَھْدُہٗ بِاَھْلِہٖ اَنَّہٗ لَیْسَ عِنْدَھُمْ طَعَامٌ فَقَالَ مِنْ اَیْنَ ھٰذَا؟ مِنَ الطَّعَامِ الَّذِیْ جِئْتَ بِہٖ فَعَرَفَ اَنَّ اللّٰہَ رَزَقَہٗ فَحَمِدَ اللّٰہَ [۱۶]

"زمین میں سب سے پہلا جابر حکمران نمرود تھا۔ لوگ کھانا اُس سے وصول کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ کھانا لینے کے لئے نکلے جب لوگ نمرود کے پاس سے گزرے تو اُس نے پوچھا تمہارا رب کون ہے؟ لوگوں نے کہا تو ہمارا رب ہے۔ جب (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) گزرے تو اُس نے پوچھا: تیرا رب کون ہے؟ تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا (میرا رب وہ ہے) جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ نمرود نے کہا' میں بھی زندہ کرتا ہوں اور میں بھی مارتا ہوں۔ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ مشرق سے سورج طلوع فرماتا ہے تو اُسے مغرب سے طلوع کر۔ پس کافر مبہوت ہو گیا۔ نمرود نے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کو کھانے کے بغیر لوٹا دیا۔ جب (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) گھر والوں کی طرف آ رہے تھے۔ تو ریت کے ایک ٹیلے سے گزرے آپ نے سوچا اِس میں سے کچھ مٹی کیوں نہ لے لوں تاکہ اپنے گھر والوں کے پاس لے جاؤں تو اُن کا دِل خوش ہو جائے۔ آپ نے ریت اپنی زنبیل میں بھر لی اور گھر والوں کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے سامان رکھا اور سو گئے آپ کی بیوی نے سامان کھولا تو اُس

---

[۱۳] مظہری جلد اص ۳۶۶۔ [۱۴] مظہری جلد اص ۳۶۶۔ [۱۵] مظہری جلد اص ۳۶۶۔ [۱۶] در منثور جلد ۲ جز ۳ ص ۲۴' مظہری جلد اص ۳۶۵' ابن کثیر جلد اص ۲۷۱' فتح القدیر جلد اص ۳۵۲' قرطبی جلد ۲ جز ۳ ص ۱۸۵ باختلاف الفاظ' ابن جریر جلد ۲ ص ۲۷۔

میں بہت عمدہ کھانا تھا۔ ایسا کھانا کبھی کسی نے دیکھا ہی نہیں تھا۔ بیوی نے اُس کھانے میں سے کچھ تیار کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیش کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علم تھا گھر والوں کے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا: یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ بیوی نے کہا' یہ وہی کھانا ہے جو آپ لے کر آئیں ہیں۔ آپ سمجھ گئے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے عطا فرمایا ہے آپ نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی حمد بیان کی''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا نمرود کے ساتھ معاملہ:

ابن خریج نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے' ابن جریر نے حضرت قتادہ اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں: حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بَعَثَ اللّٰهُ اِلَى الْجَبَّارِ مَلَكًا اِنَّ اٰمَنَ بِیْ وَاَنَا اترک عَلٰی مَلِکِکَ فَهَلْ رَبٌّ غَیْرِیْ؟ فَاَبٰی فَجَآءَ ةِ الثَّانِیَةُ فَقَالَ لَهٗ ذٰلِکَ فَاَبٰی عَلَیْهِ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةُ فَاَبٰی عَلَیْهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَکُ فَاجْمَعْ جُمُوْعَکَ اِلٰی ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ مَجْمَعَ الْجَبَّارِ جُمُوْعَهٗ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْمَلَکَ فَفَتَحَ عَلَیْهِ بَابًا مِنَ الْبَعُوْضِ فَطَلَعَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ یَرَوْهَا مِنْ کَثْرَتِهَا فَبَعَثَهَا اللّٰهُ عَلَیْهِمْ فَاَکَلَتْ شُحُوْمُهُمْ وَشَرِبَتْ دِمَاءُ هُمْ فَلَمْ یَبْقَ اِلَّا الْعِظَامُ وَالْمَلِکُ کَمَا هُوَ لَمْ یُعْبَهُ مِنْ ذَالِکَ شَیْءٌ فَبَعَثَ اللّٰهُ عَلَیْهِ بَعُوْضَةً قَدْ دَخَلَتْ فِیْ مَنْخَرِهٖ فَمَکَثَ اَرْبَعَمِائَةَ سَنَةٍ یَضْرِبُ رَاْسَهٗ بِالْمَطَارِقِ وَاَرْحَمَ النَّاسِ مِنْ جَمْعِ یَدَیْهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِهِمَا رَاْسَهٗ وَکَانَ جَبَّارًا اَرْبَعَمِائَةَ سَنَةٍ فَعَذَّبَهُ اللّٰهُ اَرْبَعَمِائَةَ سَنَةٍ کملکه ثُمَّ اَمَاتَهُ اللّٰهُ وَهُوَ الَّذِیْ کَانَ بَنٰی صَرْحًا اِلَی السَّمَآءِ فَاَتَی اللّٰهُ بُنْیَانَهٗ مِنَ الْقَوَاعِدِ [1] ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُس جابر بادشاہ کی طرف ایک فرشتہ بھیجا کہ تو مجھ پر ایمان لے آ' میں تجھے تیری بادشاہی عطا کئے رکھوں گا کیونکہ میرے سوا کوئی رب نہیں اُس نے انکار کیا۔ دوسری مرتبہ فرشتہ یہی پیغام لے کر آیا اُس نے پھر انکار کیا پھر تیسری مرتبہ فرشتہ آیا اُس نے پھر انکار کیا۔ اُس فرشتے نے کہا تین دن تک اپنے تمام لشکر کو جمع کر۔ اُس نے اپنے تمام لشکر جمع کر لئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مچھروں کو اُس پر مسلط فرما دیا مچھروں کی کثرت کی وجہ سے سورج طلوع ہونے کے باوجود نظر نہ آیا وہ مچھر اِس کے لشکریوں کا گوشت کھا گئے اور خون چوس لیا صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں لیکن بادشاہ کو کچھ نہ ہوا۔ پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُس پر ایک مچھر کو مسلط فرمایا جو اُس کی ناک میں داخل ہو گیا اور وہ چار سو سال تک اُس کے سر میں پھرتا رہا۔ اُس بادشاہ کے سر کو جوتوں اور کوڑوں سے مارا جاتا لوگ اِس کے لشکر کا اُس سے افسوس کرتے پھر وہ اپنا ہاتھ اپنے سر پر مارتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے چار سو سال تک اُس کو اِس عذاب میں مبتلا رکھا۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے موت دی یہ وہی شخص (یعنی نمرود) تھا جس نے آسمان کی طرف محل بنایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے جڑ سے اکھیڑ پھینکا تھا''۔

حضرت علامہ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

سوئے او خصمے کہ تیر انداختہ   پشۂ کارش کفایت ساختہ

''اُس کی طرف دشمن نے تیر پھینکا۔ ایک مچھر نے اُس کا کام تمام کر دیا۔

ہدایت کون دیتا ہے؟

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تم کو سب اُمتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے نگہبان و گواہ ہیں اور اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے اِسی لئے مقرر کیا تھا

[1] الدر منثور جلد۲ جز۳ ص۲۵' ابن کثیر جلد۱ ص۲۷۱۔

کہ ظاہر کریں کون رسول (ﷺ) کی پیروی کرتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے؟ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ط (البقرۃ:۱۴۳) ''اور بے شک یہ بھاری ہے مگر اُن پر جنہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ہدایت کی''۔

(۲) ''لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ (ﷻ) نے انبیاء (کرام علیہم السلام) بھیجے خوشخبری دیتے' ڈر سناتے اور اُن کے ساتھ سچی کتاب اُتاری کہ وہ لوگوں میں اُن کے اِختلافات کا فیصلہ کرتے اور جن کو کتاب دی گئی اُنہوں نے کتاب میں اِختلاف ڈالا بعد اِس کے کہ اُن کے پاس روشن حکم آچکے آپس کی سرکشی سے تو اللہ (ﷻ) نے اپنے حکم سے اِیمان والوں کو وہ حق بات سوجھا دی جس میں جھگڑ رہے تھے۔وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (البقرۃ:۲۱۳) ''اور اللہ (ﷻ) جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے''۔

(۳) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ط (الانعام:۹۰) ''یہ لوگ جن کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ہدایت دی تم اُن کی راہ چلو''۔

(۴) ''رمضان (المبارک) کا مہینہ' جس میں قرآنِ مجید اُترا لوگوں کے لئے ہدایت اور راہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے' ضرور اُس کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اُتنے روزے اور دنوں میں پورے کرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اِس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بڑائی بولو۔عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (البقرۃ:۱۸۵) ''اِس پر کہ اُس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی تا کہ تم شکر ادا کرو''۔

(۵) ''تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو تو جب عرفات سے پلٹو تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو یاد کرو۔ مشعر حرام کے پاس۔وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ج وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ (البقرۃ:۱۹۸) ''اور اُس کا ذکر کرو جیسے اُس نے تمہیں ہدایت فرمائی اور بے شک اِس سے پہلے تم بہکے ہوئے تھے''۔

(۶) ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو ہرگز اُن کے گوشت پہنچتے ہیں نہ اُن کے خون۔ہاں تمہاری پرہیزگاری اُس تک باریاب ہوتی ہے یونہی اُن کو تمہارے بس میں کر دیا ہے کہ تم اُس کی بڑائی بولو۔ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ط وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (الحج:۳۷) ''اِس پر کہ اُس نے تم کو ہدایت دی اور خوشخبری ہے احسان کرنے والوں کے لئے''۔

(۷) اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) وہ آپ (ﷺ) پر اِحسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے ہیں۔آپ (ﷺ) فرما دیں کہ اپنے اِسلام کا اِحسان مجھ پر نہ رکھو۔ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (الحجرات:۱۷) ''بلکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) تم پر اِحسان رکھتا ہے کہ اُس نے تمہیں اِسلام کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے تو سب کو ہدایت دے دے:

(۸) اَب مشرک کہیں گے اللہ (تبارک وتعالیٰ) چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے نہ ہمارے باپ دادا' نہ ہم کچھ حرام ٹھہراتے۔اَیسا ہی اُن سے اَگلوں نے جھٹلایا تھا یہاں تک کہ ہمارا عذاب چکھا۔(اے محبوب آپ ﷺ) فرمائیں' کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے کہ اُسے ہمارے لئے نکالو؟ تم تو نرے گمان کے پیچھے ہو اور تم یونہی تخمینے کرتے ہو۔(اے محبوب آپ ﷺ) فرمائیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہی کی حجت پوری ہے۔فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (الانعام:۱۴۸۔۱۴۹) ''تو وہ چاہتا' تو تم سب کو ہدایت فرماتا''۔

(۹) وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ط وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (النحل:۹) ''اور بیچ کی راہ ٹھیک اللہ

(تبارک وتعالیٰ) تک ہے اور کوئی ٹیڑھی ہے اور چاہتا تو تم سب کو ہدایت پر لاتا''۔

(۱۰) وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا قف ''اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو جس نے ہمیں اُس کی راہ دکھائی''۔ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ ج (الاعراف:۴۳) ''اور ہم ہدایت نہ پاتے اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہمیں ہدایت نہ دکھاتا''۔

(۱۱) قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ج (الانعام:۱۶۱) ''(اے محبوب آپ ﷺ) فرمائیں بے شک مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی''۔

ہدایت اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم سے ملتی ہے اور اُسے ہدایت ملتی ہے جو ہدایت چاہتا ہے۔

..... وَیَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ ۝ (الرعد:۲۷) ''اور وہ ہدایت اُسے دیتا ہے جو اُس کی طرف رجوع لائے''۔

دوسرے مقام پر فرمایا: اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ ۝ (الشوریٰ:۱۳) ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) اپنے قرب کے لئے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے اور وہ ہدایت اُسے دیتا ہے جو اُس کی طرف رجوع لائے''۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہادی ہیں:

(i) هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (التوبہ:۳۳) ''وہی ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے، پڑے بُرا مانیں مشرک''۔

(ii) هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ط .... (الفتح:۲۸) ''وہی ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے''۔

(iii) هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ط (صف:۹) ''وہی ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے''۔

قرآنِ پاک لاریب کتاب کی یہ ایسی تین آیاتِ مبارکہ ہیں جس میں واضح طور پر فرمایا کہ ہم نے اِس رسول ﷺ کو ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ لوگ اِن کا اتباع کریں اور ہدایت یافتہ ہو جائیں مگر آج کے پرفتن دور میں بعض علم سے بے بہرہ لوگوں نے یہ بیڑا اُٹھایا ہوا ہے کہ ہر کام میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی مخالفت کرنی ہے وہ بڑی دلیری سے یہ بات کہتے ہیں کہ سرکارِ کائنات ﷺ ہادی نہیں (معاذ اللہ) کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہدایت نہیں دے سکتے اور دلیل کے طور پر یہ آیتِ قرآنی پیش کرتے ہیں۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ج (القصص:۵۶) ''بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو۔ ہاں اللہ (عزوجل) ہدایت فرماتا ہے جسے چاہتا ہے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: لَمَّا حَضَرَتْ وَفَاةُ اَبِیْ طَالِبٍ اَتَاهُ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ یَا عَمَّاهُ قُلْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَقَالَ لَوْلَا اَنْ تُعَیِّرَنِیْ قُرَیْشٌ یَقُوْلُوْنَ مَا حَمَلَهٗ عَلَیْهَا اِلَّا جَزْعَةٌ مِنَ الْمَوْتِ لَاَ قْرَرْتُ بِهَا عَیْنَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ (اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ ...) [۱۸]

۱۸ در منثور جلد ۶ جز ۲۰ ص ۴۲۸، مسلم جلد ۱ ص ۴۰، ترمذی جلد ۲ ص ۱۵۴۔

''ابوطالب کی وفات کا وقت قریب ہوا نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ آپ کے پاس آئے اور فرمایا: اے چچا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہو میں قیامت کے دن تیرے حق میں گواہی دوں گا۔ تو ابوطالب نے کہا اگر قریش مجھے عار نہ دلاتے تو وہ کہتے ہیں کہ موت کے خوف نے اُسے اس بات پر برانگیختہ کیا ہے تو میں تیری آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا اس پر اللہ ﷻ نے (سورۃ القصص کی محولہ بالا) آیت مبارک نازل فرمائی''۔

جن اصحاب نے تائید کی اِس شانِ نزول کی اُن کے نام یہ ہیں۔ حضرت ابن عباس' حضرت ابن عمر' حضرت قتادہ ﷺ۔

نیز جن مزید محدثین نے اِس روایت کو نقل کیا ہے' اُن حضرات کے نام یہ ہیں: ابن ابی شیبہ' امام احمد' امام بخاری' امام مسلم' امام نسائی' ابن جریر' ابن منذر' ابن ابی حاتم اور امام بیہقی ﷺ۔

وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (الشوریٰ:۵۲) ''اور بے شک آپ (ﷺ) ضرور سیدھا راستہ بتاتے ہیں''۔

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ **بِاِذْنِ اللہ** ہدایت دیتے ہیں۔ **اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ** (القصص:۵۶) بے شک یہ نہیں کہ آپ (ﷺ) جسے اپنی طرف چاہیں ہدایت فرما دیں ہاں اللہ (عزوجل) ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور خوب جانتا ہدایت والوں کو''۔ یعنی وہ ہدایت نہیں پاتا جس سے آپ ﷺ فرمائیں کیونکہ آپ (ﷺ) تو رحمت عالم ہیں' سب سے رحم کی بنا پر محبت کرتے ہیں بلکہ ہدایت وہ پائے گا جو آپ (ﷺ) سے سچی محبت کرے جیسے کہ ہر وہ شخص ہدایت پاتا ہے جو رب سے محبت کرے کیونکہ وہ ربوبیت کی محبت ہر بندے سے فرماتا ہے بلکہ ہدایت وہ پائے گا جس کی ہدایت رب چاہے اس لئے یہ نہیں فرمایا کہ **یَھْدِیْ مَنْ یُّحِبُّ** وہ ہدایت دیتا ہے جس سے محبت فرماتا ہے۔

ذٰلِکَ بِاَنَّہٗ کَانَتْ تَّاْتِیْھِمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالُوْۤا اَبَشَرٌ یَّھْدُوْنَنَا فَکَفَرُوْا وَ تَوَلَّوْا وَّ اسْتَغْنَی اللہُ ط وَاللہُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌo (التغابن:۶) ''یہ اس لئے کہ اُن کے پاس ہیں اُن کے رسول (علیھم السلام) روشن دلیلیں لاتے تو کہتے کیا آدمی ہمیں ہدایت دیں گے تو کافر ہوئے اور پھر گئے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے بے نیازی کو کام فرمایا اور اللہ (عزوجل) بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا''۔

یہ اُن کے کفر کی علت ہے کہ انہوں نے یہ کفر جو اُن کے عذاب دارین کا سبب بنا اِس لئے اختیار کیا کہ اُنہوں نے ایک انسان ''بے مثال'' کو اپنا ہادی ماننے سے انکار کر دیا یعنی ایک انسان کا رسول بن کر لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے آنا اُن کے لئے ناقابل قبول تھا۔

اصل عقیدہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ حقیقی ہادی ہے ایصال الی المطلوب کا۔ حضور ﷺ ہادی ہیں' ارادۃ الطریق کے۔

ایصال الی المطلوب یعنی منزل مقصود تک پہنچانا۔

ارادۃ الطریق مقصود تک پہنچنے والے راستے کی راہنمائی کرنا۔

ہمارے آقا ﷺ مقصود تک پہنچنے والے راستے کی راہنمائی فرمانے والے ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ مقصود تک پہنچاتا ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرتوں اور شانوں کا مظہر ہوتے ہیں' اُنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر اختیار دے کر دُنیا میں مبعوث فرمایا ہوتا ہے' اُن کی توہین اللہ کی توہین ہوتی ہے وہ دُنیا میں اپنی مرضی سے نہیں آتے اللہ (ﷻ) اُنہیں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجتا ہے اگرچہ ہدایت حقیقی معنوں میں اللہ ﷻ ہی دیتا ہے مگر یہ ہدایت دینے کا اِختیار دے کر وہ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو دُنیا میں مبعوث فرماتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ راہِ حق سے بھٹکے ہوئے کو قرآن اور صاحب قرآن کی ہدایت کے چشمہ سے ہدایت عطا فرمائے۔ آمین!

اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (الرعد:۷) ''آپ ڈر سنانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے ہادی ہیں''۔
ہر قوم کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ہادی ضرور بھیجا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ قوموں نے ہدایت کا راستہ اپنایا یا نہیں اپنایا لیکن سیدھے راستے کی نشاندہی کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام ہر قوم کے اندر ضرور تشریف لاتے۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام ہادی ہیں:

يٰٓاَبَتِ اِنِّىْ قَدْ جَآءَنِىْ مِنَ الْعِلْمِ مَالَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِىْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ (مریم:۴۳)
حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے (چچا) آزر سے کہا ''اے میرے چچا میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تجھے نہ آیا تو میرے پیچھے چلا آ' میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں''۔

(۳) ایمان والا بھی ہادی ہے:

وَقَالَ الَّذِىْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝ (المومن:۳۸) ''اور وہ ایمان والا بولا! اے میری قوم میرے پیچھے چلو میں تمہیں بھلائی کی راہ بتاؤں''۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام ہادی ہیں:

(قول باری تعالیٰ) فرعون کے پاس جائیں اُس نے سر اُٹھایا اُس سے کہہ کیا تجھے ترغیب اس طرف ہے کہ ستھرا ہو۔
وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝ (النازعات:۱۹) ''اور تجھے تیرے رب کی طرف راہ بتاؤں کہ تو ڈرے''۔

(۵) قرآنِ مجید ہادی ہے:

(i) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ.... (بنی اسرائیل:۹) ''بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے''۔

(ii) جنات نے کہا:۔ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِىْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (الاحقاف:۳۰) ''ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد اُتاری گئی' اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہے حق اور سیدھی راہ دکھاتی''۔

(iii) اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِىْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ (الجن:۱۔۲) ''ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے''۔

(iv) قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (البقرہ:۹۷) ''(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمادیں جو کوئی جبرائیل کا دشمن ہو تو اِس (جبرائیل) نے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دِل پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حکم سے یہ قرآنِ (مجید) اُتارا ہے اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا ہے اور ہدایت و بشارت مسلمانوں کو''۔

(v) قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (یونس:۵۷)

''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے''۔

(vi) وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ (النحل:۸۹)

''اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے مسلمانوں کو''۔

(vii) تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ (لقمان:۲-۳) ''یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں ہدایت اور رحمت نیکوں کے لئے''۔

(۶) خانہ کعبہ ہادی ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (آل عمران:۹۶) ''بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ (مکرمہ) میں ہے، برکت والا اور سارے جہاں کا راہنما''۔

(۷) هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (آل عمران:۱۳۸) ''یہ لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا اور پرہیز گاروں کو نصیحت ہے''۔

(۸) فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ .... (الانعام:۱۵۷) ''اور تمہارے پاس تمہارے رب کی روشن دلیل، ہدایت اور رحمت آئی''۔

(۹) تورات ہادی ہے:

وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّ رَحْمَةٌ (الاعراف:۱۵۴) ''اور اُن کی تحریر میں ہدایت اور رحمت ہے''۔

ہادی حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ ہے انبیاء کرام علیہم السلام اور کتابوں کے ذریعے بھی لوگوں کو ہدایت عطا فرماتا ہے۔

ستارے رہنمائی کرتے ہیں:

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ط (الانعام:۹۷)

''اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے تارے بنائے ہیں کہ اُن سے راہ پاؤ خشکی اور تری کے اندھیروں میں''۔

یعنی تاروں سے سمت اور وقت کا پتا لگتا ہے اس سے خشکی اور دریا کے سفر کے راستے طے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی صحابہ کرام ﷺ سے ہدایت ملتی ہے۔ اِسی لئے حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ کرام ﷺ تارے ہیں۔

ماهانه و هفته وار تعلیمی وتربیتی اجتماع

ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار، عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کی تحریک پیدا کرنے کے لئے **جامع مسجد محمد ابو بکر صدیق** بلاک C-1، گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور میں تشریف لائیں۔

﴿خواتین کے لئے باقاعدہ پردے کا انتظام ہوتا ہے﴾

وقت: 11:00 تا نماز ظہر 3:00 بجے

خصوصی بیان اور دُعا کے بعد تمام حضرات وخواتین کی خدمت میں لنگر شریف پیش کیا جاتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی عنایت سے ہر ہفتہ کو بعد از نماز عشاء **جامع مسجد نگینہ** A-977، بلاک B-II گجر پورہ سکیم لاہور میں دینی بھائیوں کو دعوت وتبلیغ کا طریقہ کار سکھانے کیلئے تربیتی وتعلیمی اجتماع ہوتا ہے آپ تمام محبان اسلام اور عشاقان مصطفیٰ ﷺ کو شرکت کی دعوت ہے۔

خصوصی بیان: **منیر احمد یوسفی** (ایم-اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور 042-3682312,0300-4274936

درسِ حدیث شریف

ترتیب: صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم۔سی۔ایس)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِي اَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ عَلٰى اَثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ: اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ [1]

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر نمازِ فجر پڑھائی' اُس رات کو بارش برس چکی تھی۔ جب سرکارِ کائنات ﷺ نے نماز پڑھ لی تو اپنا رُخ زیبا لوگوں کی طرف فرمایا اور ارشاد فرمایا: هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا''؟ اُنہوں نے جواباً عرض کیا' اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) اور اُس کے (پیارے محبوب) رسول (کریم رؤف و رحیم ﷺ) خوب جانتے ہیں''۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) ارشاد فرماتا ہے: اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَ كَافِرٌ ''آج صبح کچھ میرے بندے مومن ہوئے اور کچھ کافر''۔ جس نے یہ کہا مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ رَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ ''یعنی ہم پر اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے فضل اور اُس کی رحمت سے بارش ہوئی وہ تو میرا مومن (بندہ) ہے اور ستاروں کا اِنکاری ہے'' وَ اَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَ كَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ وَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ ''اور جس نے کہا کہ فلاں ستارے کے فلاں جگہ آنے سے بارش ہوئی اُس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستارے کے ساتھ ایمان لایا''۔

''تاروں کو بارش کی علت یا فاعل یا خالق یا مؤثر سمجھنا صریحاً کفر اور شرک ہے۔ البتہ اگر کوئی یوں سمجھے کہ اللہ کی عادت ایسی ہے کہ فلاں تارے کے فلاں مقام پر آنے کے وقت اکثر پانی برساتا ہے تو یہ کفر نہیں ہے۔ جیسے منقول ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عباسؓ نے ثریا کے اُتار چڑھاؤ کا بارش کے لئے اِنتظار کیا۔ ہمارے زمانے میں شرک بہت پھیل گیا ہے۔ اَب تاروں سے بارش کا ذرا بھی تعلق سمجھنا مشرکوں کی رسم ہے' مومن کو اِس سے پرہیز کرنا چاہئے''۔ (تیسیر الباری جلد۲ ص۱۰۳ من وعن) ☆

☆ جاہلیت میں لوگ غیر اللہ کی طرف اَفعال کی نسبت کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ستارے اُن پر بارش برساتے ہیں اور یہی اُن کو رزق دیتے ہیں۔ اِس عقیدہ میں صراحتاً ربّ ذوالجلال والاکرام کی اُلوہیت کی تکذیب ہے اور یہ کفر ہے۔ اِسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ نے لوگوں کو بارش' جو لوگوں کی زندگی کا سہارا ہے' کی نسبت ستاروں کی طرف کرنے سے منع فرمایا ہے اور اُن کو حکم فرمایا ہے کہ وہ اِس کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ کی طرف کریں کیونکہ یہ اُن پر اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ کی نعمت ہے' وہ اِس کا شکر ادا کریں۔ (تفہیم البخاری جلد۲ ص۱۷۲)

جاہلیت کے زمانے میں لوگوں کی عادت تھی کہ جب بارش ہوتی تو اُسے ستاروں کی طرف منسوب کرتے اور یہ کہتے کہ فلاں ستارے کے طلوع ہونے سے یہ بارش ہوئی ہے اور یہ اِعتقاد رکھتے تھے کہ یہ فعل فلاں ستارے کا ہے اور بارش برسانے میں اِس

---

[1] بخاری جلد۱ ص۱۴۱' مشکوٰۃ حدیث نمبر۴۵۹۶' مسلم حدیث نمبر۱۲۵/۱۷' تیسیر الباری جلد۲ ص۱۰۳' ابوداؤد حدیث نمبر۳۹۰۶' نسائی حدیث نمبر۱۵۲۵' مسند ابوعوانہ جلد۱ حدیث نمبر۲۲ (چھاپہ بیروت لبنان دارالمعرفۃ) مسند احمد جلد۴ ص۱۱۷' مرقاۃ جلد۸ ص۴۱۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص۱۸۵۔

کی تاثیر ہے۔ اُن کا یہ عقیدہ کفر ہے۔ اِس بات کے اثرات اُن حضرات میں ابھی موجود تھے جنہوں نے بارش کے برسنے پر بارش کی نسبت ستاروں کی طرف کر دی۔ سرکارِ کائنات ﷺ نے لوگوں کے عقیدے کو دُرست فرمانے اور حقیقتِ حال سے آگاہ فرمانے کے لئے اِرشاد باری تعالیٰ لوگوں تک پہنچا دیا تا کہ آئندہ کوئی شخص یہ عقیدہ نہ رکھے کہ بارش ستاروں کی وجہ سے ہوتی ہے بلکہ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ ''وہ (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل) ہی بارش برساتا ہے''۔ ہر شئے میں حقیقی مؤثر صرف اور صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ یہاں کفر سے حقیقی کفر مراد ہے جو اِیمان کے مقابل ہے۔ جو کوئی ستاروں کو مؤثر حقیقی جانے وہ بہ نصِ حدیث کافر ہے۔ بارش برسانا' اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل کا کام ہے' ستارے کیا کر سکتے ہیں۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ ''مرقاۃ شرح مشکوٰۃ'' میں لکھتے ہیں= ''ستاروں کو فاعل' مدبر ماننا کفر ہے' اُنہیں بارش کی علامت ماننا اگر چہ کفر نہیں مگر یہ کہنا بہت ہی بُرا ہے کہ فلاں تارے سے یہ بارش ہوئی کہ اِس میں کفار کے عقیدے کا اِظہار ہے اور ناشکری کے اَلفاظ ہیں۔ اگر کوئی یہ اِعتقاد کرلے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم ہی اِس کا خالق ہے ستارے کے طلوع کو بارش کی علامت' اِعتقاد کرے جیسے بادل اور ٹھنڈی ہوا کو بارش کی علامت سمجھا جاتا ہے تو یہ کفر نہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی ھٰذِہِ النُّجُوْمَ لِثَلٰثٍ جَعَلَھَا زِیْنَۃً لِّلسَّمَآءِ وَ رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَ عَلَامَاتٍ یُّھْتَدٰی بِھَا وَمَنْ تَاَوَّلَ فِیْھَا لِغَیْرِ ذٰلِکَ اَخْطَاءَ وَ اَضَاعَ نَصِیْبَہٗ وَ تَکَلَّفَ مَا لَا یَعْلَمُ ۳؎ یعنی ''اللہ جل مجدہٗ الکریم نے ستاروں کو تین مقاصد کے لئے پیدا فرمایا ہے (۱) آسمان کی زینت' (۲) شیاطین کو مارنے کے لئے اور (۳) نشانیاں بنایا جن سے ہدایت لی جائے تو جو اِن میں' اِس کے سوا تاویل کرے اُس نے خطاء کی اور اپنا حصّہ ضائع کیا اور اِس کا تکلف کیا جو وہ نہیں جانتا''۔

ربّ ذوالجلال والاکرام نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے:
اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَۃِ ۣالْکَوَاکِبِ ۙ (۶:۳۷) ''بے شک ہم نے آسمانِ دُنیا کو ستاروں کی زینت سے آراستہ فرمایا'' وَ حِفْظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ ''اور حفاظت کی سرکش شیطان سے''۔ چنانچہ شیاطین آسمان پر کوئی بات سننے کے لئے جاتے ہیں تو ستارے اُن پر ٹوٹ کر گرتے ہیں جس سے بالعموم شیاطین جل جاتے ہیں۔ عالم بالا کے فرشتوں کی باتوں کو سننے کے لئے وہ کان بھی نہیں لگا سکتے بلکہ ہر طرف سے وہ مارے جاتے ہیں' بھگانے کے لئے اور اُن کے لئے دائمی عذاب ہے مگر جو کوئی ایک آدھ بات اُچک لے بھاگے تو فوراً ہی اُس کے پیچھے دہکتا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے''۔ (ترجمہ الصّٰفّٰت: ۷تا۱۰)

دوسرے مقام پر فرمایا: وَجَعَلْنٰھَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ (الملک:۵) ''اور اُنہیں شیطانوں کو مارنے کا ذریعہ بنا دیا''۔ علاوہ ازیں ستاروں کا مقصد یہ بیان فرمایا کہ وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ النُّجُوْمَ لِتَھْتَدُوْا بِھَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ...... (الانعام:۹۷) ''اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تا کہ تم اِن کے ذریعے اَندھیروں میں' خشکی میں اور دریاؤں' سمندروں میں بھی راستہ معلوم کر سکو''۔ اِن تین باتوں کے علاوہ اِن ستاروں کے بارے میں اگر کوئی شخص کوئی اور عقیدہ رکھے تو وہ غلطی پر ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ پر جھوٹ باندھتا ہے جو لوگ ستاروں کے ذریعے مستقبل کے حالات اور اِنسانی زندگی اور کائنات میں اُن کے اثرات بتانے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ بے بنیاد بات کہتے ہیں اور شریعت کے خلاف بھی۔

حدیث شریف میں ہے: وَاللّٰہُ مَا جَعَلَ اللّٰہُ فِیْ نَجْمٍ حَیَاۃَ اَحَدٍ وَّلَا رِزْقَہٗ وَلَا مَوْتَہٗ وَ اِنَّمَا یَفْتَرُوْنَ

۳؎ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۶۰۲' مرقاۃ جلد ۸ ص ۳۱۷' بخاری جلد ۱ ص ۴۵۳۔

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ بِالنُّجُوْمِ ''اللہ کی قسم اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ نے تارے میں نہ کسی کی زندگی رکھی ہے' نہ رزق' نہ موت' یہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ پر جھوٹ ہی باندھتے ہیں اور تاروں سے بہانہ بناتے ہیں''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنِ اقْتَبَسَ بَابًا مِّنْ عِلْمِ النُّجُوْمِ لِغَيْرِ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنْ اَسِحْرِ الْمُعَجَّمُ كَاهِنٌ وَّ الْكَاهِنُ سَاحِرٌ وَّ السَّاحِرُ كَافِرٌ ۳؎ ''جو شخص علم نجوم کا کوئی باب' بیان شدہ تین باتوں کے سوا کے لئے حاصل کرے تو اُس نے جادو کا حصّہ سیکھا' وہ نجومی کاہن ہے' کاہن جادوگر ہے اور جادوگر کافر ہے''۔ ستاروں کا مقصدِ تخلیق واضح ہے۔ اُن کے ذریعے وقت اور سمت معلوم کی جاتی ہے۔ قطب ستارے پر سمندری سفر اور سمت قبلہ وغیرہ موقوف ہیں۔ مسجدوں کے لئے سمت قبلہ اِس تارے سے متعین کی جاتی ہے مگر جو کوئی ستاروں سے غیبی چیزیں معلوم کرے' اُن کو مؤثر مانے' بارشیں اور موسم اُن سے ثابت کرے یہ شرک کی قبیل میں آتا ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السّلام تاروں سے غیبی خبریں معلوم نہیں کرتے تھے۔ اُن کے علوم وحی الٰہی اور اِرشادِ ربانی سے ہوتے ہیں۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السّلام نے مخلوق کو تاروں کے ذریعے ہدایت نہ دی بلکہ اپنے اِرشادات اور کلام ربانی کے ذریعے ہدایت عطا فرمائی۔ لہٰذا ستاروں میں سوچ بچار کرنے کی بجائے کتاب وسُنّت میں سوچ بچار کرنی چاہئے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مجھے ستاروں میں نظر کرنے سے منع فرمایا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''جب میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کا ذکر آئے تو زبان سنبھالے رہو اور جب تقدیر کا ذکر آئے تو بد اعتقادی سے بچو اور جب ستاروں کا ذکر آئے تو باز رہو''۔

ستاروں سے کسی قسم کا شگون لینا درست نہیں ہے۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کتنی واضح ہے کہ بارش ستارے کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے حکم سے ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ نہیں کہنا چاہئے کہ فلاں ستارہ فلاں برج میں آیا تو بارش ہوئی۔

محکمہ موسمیات والے اَندازے' تجربے اور مشاہدے سے اِعلانات کرتے ہیں۔ مطلع اَبرآلود رہے گا گرج چمک کے ساتھ بارش ہوگی۔ اگرچہ آثار وعلائم سے تخمینہ تو لگایا جاتا اور لگایا جا سکتا ہے لیکن یہ بات ہر شخص کے تجربے ومشاہدے کا حصّہ ہے کہ یہ تخمینے کبھی صحیح نکلتے ہیں اور کبھی غلط۔ محکمہ موسمیات کے اِعلانات اکثر صحیح ثابت نہیں ہوتے۔ بعض اَوقات زبردست کالی گھٹائیں نمودار ہوتی ہیں' نگاہیں اَندازہ لگاتی ہیں کہ زبردست بارش ہوگی مگر چند لمحوں کے بعد مطلع صاف ہو جاتا ہے کئی مرتبہ بادل چھائے رہتے ہیں' ٹھنڈی ہوائیں بھی چلتی ہیں مگر بارش نہیں ہوتی۔ بارش کا یقینی علم اللہ جل جلالہٗ کے پاس ہے۔ ہاں! اگر اللہ عزوجل اپنے پیارے محبوب بندوں کو پیشگی علم عطا فرما دے تو وہ مختار اور قادر حقیقی ہے۔

اِس ضمن میں یہ بات اَحادیث مبارکہ کی روشنی میں واضح ہوتی ہے کہ جب اِنسان کا یقین کامل ہوتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی نوازشات ہوتی ہیں' جو کام تجربوں' مشاہدوں اور اَندازوں سے نہیں ہوتے وہ دُعا کی برکت سے ہو جاتے ہیں۔ حضرت اِمام بخاری صاحب علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری کے بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ فِی الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ میں فرمایا ہے ایک مرتبہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جمعۃ المبارک کا خطبہ اِرشاد فرما رہے تھے اِتنے میں ایک اَعرابی آیا اور عرض کیا'

(باقی صفحہ نمبر ۴۰ کالم نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

۳؎ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۶۰۳' مرقاۃ جلد ۸ ص ۲۱۸۔

بخاری شریف (اہلسنّت)

بحوالہ

تیسیر الباری (غیر مقلد)

(ادارہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ فہم عطا فرمائے:

حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' (میں نے دیکھا اور سنا) کہ **اِنَّ عَلِیًّا** رضی اللہ عنہ **کَبَّرَ عَلٰی سَھْلِ ابْنِ حُنَیْفٍ فَقَالَ اِنَّہٗ شَھِدَ بَدْرًا** [1] امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب (کرم اللہ وجہہ الکریم) نے (حضرت) سہل بن حنیف (رضی اللہ عنہ انصاری کے جنازے) پر تکبیریں کہیں اور کہا کہ وہ جنگ بدر میں شریک تھے۔ ٥

٥ تکبیریں تو سب کے جنازے پر کہی جاتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اوروں سے زیادہ اُن پر تکبیریں کہیں یعنی پانچ یا چھ جیسے دوسری روایتوں میں ہے۔ گویا حضرت علیؓ نے زیادہ تکبیریں کہنے کی وجہ بیان کی کہ سہل کو دوسرے لوگوں پر فضیلت تھی وہ جنگ بدر میں شریک تھے۔ ابن خثیمہ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازے پر چار تکبیریں کہتے' کبھی پانچ' کبھی چھ' کبھی سات' کبھی آٹھ۔ مگر آخیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے جنازے پر چار تکبیریں کہیں اور اِس پر وفات تک قائم رہے۔ نووی نے کہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اِس مسئلہ میں اختلاف تھا پھر چار تکبیروں پر اجماع ہوگیا''۔ (تیسیر الباری جلد ۵ ص ۲۷۲ من وعن) ☆

☆ تھوڑی عقل اِستعمال کرنے کی ضرورت ہے اگر دھڑے بندی اور مخالفت برائے مخالفت کے غیر اسلامی نظریئے کو ترک کر دیا جائے تو غیر مقلدین کو ہر بات سمجھ میں آسکتی ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''**عَلَیْکُمْ بِحَدِیْثِیْ**'' نہیں فرمایا بلکہ ''**عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ**'' کی تعلیم دی ہے۔ اگر بعض لوگ محض اِس بناء پر ''اہلحدیث'' کہلانے پر خوشی محسوس کرتے ہیں کہ وہ حدیث شریف پر عمل کرنے کے قائل ہیں تو پھر اُنہیں ساڑھے سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھنی چاہئیں کیونکہ نماز کی فرضیت کے بعد تقریباً ساڑھے سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں ہوتی رہی ہیں۔ ''تحویل قبلہ' بعد کا واقعہ ہے''۔ ایسے ہی ''سبحانک اللھم''' بسم اللہ' آمین اُونچی آواز سے پڑھی اور کہی جاتی اور رفع الیدین کرنا شروع شروع میں یہ اَعمال ہوتے رہے۔ بعد میں یہ سب کام ترک کر دیئے' نہ اونچی آواز سے ثناء' نہ بسم اللہ اور نہ ہی آمین اور نہ ہی رفع الیدین سوائے تکبیر تحریمہ کے کسی موقع پر بھی رفع الیدین نہ کیا جاتا بلکہ ترک کر دیا۔ شروع شروع میں قربانی کا گوشت صرف تین دن اِستعمال ہو سکتا تھا' حدیث شریف صحیح ہے۔ غیر مقلدین کو برائے مہربانی اِس حدیث شریف پر بھی عمل کرنا چاہیئے۔

اہلسنّت و جماعت نے صحیح معنوں میں اِسلام کی تعلیم دی ہے۔ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ اِستعمال کرنے کی اِجازت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی ہے۔ لیکن غیر مقلدین تین دن والی حدیث پر عمل نہیں کرتے حالانکہ ''اہلحدیث'' ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ اُمید ہے اگر غیر مقلدین محبت سے کام لیں تو انشاء اللہ العزیز ہر معاملے میں اہلسنّت و جماعت کے نقشِ قدم پر چلنا شروع ہو جائیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ اپنے محبوب کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اُنہیں ضد برائے ضد سے نجات عطا فرمائے اور فہم عطا فرمائے۔ آمین!

سانپ سے نفع:

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر سانپ کو مار ڈالتے یہاں تک کہ ابولبابہ (بشر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ) بدری صحابی رضی اللہ عنہ نے اُن سے یہ حدیث

---

[1] بخاری جلد ۲ ص ۱۷۵' تیسیر الباری جلد ۵ ص ۲۷۲۔

(شریف) بیان کی کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے گھروں کے سفید یا پتلے پتلے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔ اُس وقت (سے حضرت) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے اُن کو مارنا چھوڑ دیا۔ ○

○ ''کیونکہ سفید سانپ میں زہر نہیں ہوتا اور سانپ جو زہریلا نہ ہو اُس کے رہنے میں یہ فائدہ ہے کہ وہ زہریلی ہوا جذب کرلیتا ہے اور فرحت بخش ہوا منہ سے چھوڑتا ہے جیسے درختوں کی خاصیت ہے''۔ (تیسیر الباری جلد ۵ ص ۲۷۸ من وعن) ☆

☆ کیا بات ہے! بعض علماء بڑے زور شور سے تقاریر اور بحث ومباحثہ میں کہتے ہیں کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔ بس بیچارے ایسے ہی کسی بدخواہ کے کہنے پر ''غلط لکیر کے فقیر'' ہو چکے ہیں۔ اپنے ذہن سے کام نہیں لیتے اِن میں اکثر ایسے لوگ ہیں جو علمائے ربانی اہلسنّت وجماعت کی تحریروں کو پڑھنے سے بھاگتے ہیں۔ اگر ٹھنڈے دِل ودماغ سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی عظمت' رسول اللہ ﷺ کے مقام اور مخلوقِ خدا کے فوائد کو پیش نظر رکھ کر دین کا مطالعہ کریں تو انشاء اللہ العزیز کئی باتیں بڑی آسانی سے سمجھ میں آجائیں گی۔ مذکورہ بالا حدیث شریف اور وحید الزماں صاحب کی تشریح کو غور سے پڑھیں اور بار بار پڑھیں کہ سانپ میں نفع اور فائدہ ہے۔ فرحت بخش ہوا منہ سے چھوڑتا ہے۔ سانپ کی ہوا میں راحت ہے تو کیا بزرگوں کے منہ کی ہوا میں راحت نہیں ہے؟ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھونک تو مُردوں کو بھی زندہ کردیتی تھی۔ اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے دستِ شفقت اور دَم میں حیات بخش نورانی اثر سے دُنیا فیض یاب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔ (م۔ا۔ی)

رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی برکت:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع یہودی کے پاس اَنصار کے کئی آدمیوں کو بھیجا ۲ے اور (حضرت) عبداللہ بن عتیک (رضی اللہ عنہ) کو اُن کا سردار مقرر فرمایا۔ ابو رافع یہودی رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتا تھا اور آپ ﷺ کے دشمنوں کی معاونت کرتا تھا۔ حجازِ مقدس میں اُس کا قلعہ تھا جس میں وہ رہا کرتا تھا۔ جب یہ لوگ اُس قلعہ کے قریب پہنچے تو سورج غروب ہوگیا تھا۔ اور لوگ اپنے اپنے جانوروں کو چرا کر لوٹ چکے تھے۔ (حضرت) عبداللہ بن عتیک (رضی اللہ عنہ) نے اپنے دوستوں سے کہا' تم اِدھر ہی ٹھہرو' میں جاتا ہوں اور دَربان سے مل ملا کر قلعہ کے اندر جانے کی تدبیر کرتا ہوں۔ وہ آئے قلعہ کے دروازے پر پہنچ کر کپڑا ڈھانک کر اِس طرح بیٹھے جیسے کوئی قضائے حاجت کیلئے بیٹھا ہو' قلعہ کے سب لوگ اندر جا چکے تھے۔ اِتنے میں دَربان نے آواز دی۔ اے بندۂ خدا! اگر تو اندر آتا ہے تو آجا' میں دروازہ بند کرتا ہوں۔ وہ (حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) یہ سن کر میں قلعہ کے اندر چلا گیا اور ایک طرف چھپ گیا۔ جب قلعہ والے سب اندر آچکے تو دَربان نے دروازہ بند کیا اور کنجیاں ایک کیل سے لٹکا دیں۔ (دَربان غافل ہوگیا) میں اُٹھا اور چابیاں لے لیں اور (تھوڑی دیر کے بعد) قلعہ کا دروازہ کھول دیا (تاکہ جانے میں آسانی ہو)۔ اُدھر ابو رافع کے پاس رات کو ''داستان'' (یعنی قصہ گوئی) ہوا کرتی تھی' وہ اپنے بالا خانے میں بیٹھتا تھا۔ جب داستان کہنے والے چلے گئے (اور ابو رافع لیٹ گیا) تو میں بالا خانے پر چڑھا اور میں جس دروازے میں گھستا تھا' اُس کو اندر سے بند کرلیتا تھا۔ میرا مقصد یہ تھا کہ اگر لوگوں کو میری خبر بھی ہو جائے تب بھی اُن کے پہنچنے تک (یا دروازے توڑنے تک) میں ابو رافع کا کام تمام کر دوں گا۔ خیر میں ابو رافع تک پہنچا وہ ایک اندھیری کوٹھڑی میں اپنے بال بچوں کے درمیان سو رہا تھا۔ مجھے اُس کا ٹھکانہ معلوم نہ ہوا کہ کہاں ہے؟ آخر کار میں نے پکارا ابو رافع' اُس نے کہا کون ہے؟ میں اُسی طرف جھکا اور بڑھ کر اُس آواز پر تلوار کی ایک ضرب

۲ے حضرت مسعود بن سنان اسلمی' حضرت عبداللہ بن انیس' حضرت ابو قتادہ انصاری' حضرت عبداللہ بن عتبہ اور حضرت خزاعی بن اسود رضی اللہ عنہم

لگائی۔ خود میری کیفیت یہ تھی کہ میرا دل دَھک دَھک کر رہا تھا۔ اِس ضرب سے پوری طرح کام تمام نہ ہوا اور ابو رافع چلایا میں کوٹھڑی کے باہر آ گیا' اُس کی بیوی جاگ اُٹھی۔ [۳] تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر کوٹھڑی میں گیا اور میں نے (آواز بدل کر) پوچھا' ابو رافع تم کیوں چلائے ہو؟ وہ مجھے اپنا آدمی سمجھ کر کہنے لگا' اَرے تیری ماں مرے اَبھی اَبھی کسی نے اِس کوٹھڑی میں مجھ پر تلوار کا وار کیا ہے۔ یہ سنتے ہی میں نے اُس پر ایک اور کاری ضرب لگائی اگرچہ اَب اُس کو کاری زخم لگا لیکن وہ مرا نہیں۔ آخر میں نے تلوار کی دھار اُس کے پیٹ پر رکھی (اور خوب زور لگایا) وہ اُس کی پشت تک پہنچ گئی۔ جب مجھے یقین ہوا کہ اَب میں نے اُس کو مار ڈالا ہے تو اُس وقت میں لوٹا۔ ایک ایک دروازہ کھولتا جاتا تھا اور سیڑھیوں کے راستے اُترتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں سمجھا کہ اَب زمین آ گئی ہے۔ اگرچہ چاند کی چاندنی تھی لیکن میں گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے (سر پر) جو عمامہ باندھا ہوا تھا' اُسے کھول کر پنڈلی پر باندھ لیا اور وہاں سے چلتا ہوا (قلعہ کے باہر آ کر) دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے اَپنے دل میں کہا' میں یہاں سے اُس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک مجھے ابو رافع کی موت کا یقین نہ ہو جائے۔ جب مرغ نے اَذان دی تو موت کی خبر دینے والے نے دیوار پر کھڑے ہو کر کہا (لوگو) اہلِ حجاز کا تاجر ابو رافع مر گیا۔ پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور اُن سے کہا جلدی چلو۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ابو رافع کو قتل کر دیا۔ میں وہاں سے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ آپ ﷺ سے بیان کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے اَپنا پاؤں پھیلایا تو آپ ﷺ نے اُس پر دستِ اَقدس پھیر دیا تو وہ گویا ایسا ہو گیا جیسے اُسے کچھ تکلیف نہیں ہوئی۔ ۵ ۵

۵ "آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک پھیرنے کی برکت سے ٹوٹی ہڈی دم بھر میں جڑ گئی۔ دَرد بھی جاتا رہا۔ سبحان اللہ! یہ آپ ﷺ کا ایک معجزہ تھا"۔ (تیسیر الباری جلد ۵ ص ۲۹۹ من وعن) ☆

☆ ابو رافع وہ بد بخت اور شقی القلب آدمی تھا جس نے رسولِ پاک ﷺ کے خلاف عداوت کی آگ بھڑکا کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کروائی اور قدرت نے اِس سے پورا اِنتقام لیا اور وہ واصل جہنم ہوا۔ یہ چھ ہجری رمضان المبارک کا واقعہ ہے۔ (اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو کوئی سیّدِ عالم ﷺ کی عداوت میں مال و دولت خرچ کرے یا آپ ﷺ کے خلاف مشورے دے اور توہین کرے، حکومت کو اُسے (بغاوت اور توہین کے الزام میں) قتل کر دینا چاہیے۔ مسلمان حکومت کے فرائض میں یہ بھی فرض ہے۔

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی ٹانگ اِسی واقعہ کے دَوران ٹوٹ گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا عمامہ شریف کھول کر پنڈلی پر باندھ لیا۔ معلوم ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سروں پر پگڑیاں باندھتے تھے۔ جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سامنے حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنی ٹانگ کے ٹوٹنے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے "یداللہ" کی شان والا معجزنما نورانی دستِ مبارک اُن کی ٹانگ پر پھیرا تو اُن کی ٹانگ جڑ گئی۔ ایسے کلمہ گو حضرات جو رسول اللہ ﷺ کو اپنے جیسا کہتے ہیں کیا اُنہوں نے بھی کبھی ٹوٹی ہوئی ٹانگوں پر ہاتھ پھیر کر ٹانگیں جوڑی ہیں۔ کیا اُن کے ہاتھوں میں بھی یہ برکتیں ہیں جو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو ربّ کائنات نے عطا فرمائی ہیں۔ کیا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اپنی مثل کہنے والے لوگوں کے ہاتھ "یداللہ" کا مقام رکھتے ہیں۔ کیا اُن لوگوں کے ہاتھ آیتِ قرآنی ہیں؟ یہ تو کیا اُن کے کہنے پر بغیر مرہم پٹی' پلستر' دوا' علاج وغیرہ سے کسی کی ٹانگ جڑی ہے۔ یہ لوگ تو رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کی گرد کو نہیں پہنچ سکتے۔ رسول اللہ ﷺ کی مثل ہونے کا دعویٰ کس منہ سے کرتے ہیں۔ یہ لوگ تو کسی

---

۳ حضرت ابن اسحاق کی روایت میں ہے وہ چلانے لگی۔ میں نے اُس پر تلوار اُٹھائی۔ جی میں آیا اُس کو مار ڈالوں لیکن میں نے آنحضرت ﷺ کے حکم کا خیال کیا' آپ ﷺ نے عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا تھا۔ اِس لئے میں نے اُس کو نہیں مارا۔ (تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۰۱ من وعن)

ولی اللہ کی مثل بھی نہیں ہو سکتے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کشف المحجوب شریف میں ابو العباس احمد بن محمد القصاب علیہ الرحمہ کے حالات میں لکھا ہے: ''ایک بچہ اُونٹ کی مہار پکڑے شہرِ آمل سے گزر رہا تھا' اُس کے اُونٹ پر بہت سا سامان لدا ہوا تھا۔ وہاں سے گزرتے ہوئے کیچڑ میں پاؤں پھسلا' اُونٹ گرا اور اُس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ بچے نے مدد کیلئے ہاتھ بلند کئے اور شور مچانا شروع کر دیا۔ لوگ اُس کی امداد کیلئے بڑھے اور اُونٹ سے سامان اُتارنا چاہا۔ اِتنے میں وہاں سے حضرت ابو العباس رحمہ اللہ تعالیٰ کا گزر ہوا! گفتا: چه بودست؟ حال باز گفتند ''آپ نے پوچھا کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے واقعہ بیان کیا''۔ وی رحمہ اللہ زمام شتر بگرفت وروی سوی آسمان که قبلهٔ دُعا ست کرد وگفت! بارخدایا! این اشتر رادرست کن واگر درست نخواستی کرد چرادل قصاب بگریستن این کودك سوختی؟ اندرحال اشتربرخاست وراست ودرست برفت ؏ ''آپ نے اُونٹ کی مہار کو پکڑا اور آسمان کی طرف چہرہ کیا جو دُعا کا قبلہ ہے۔ عرض کیا' اے اللہ (تبارک وتعالیٰ)! اِس اُونٹ کے پاؤں کو دُرست فرما دے۔ بچے کے رونے سے قصاب (ابو العباس) کے دِل کو تکلیف ہو رہی ہے۔ یہ کہنا تھا کہ اُونٹ اُسی وقت اُٹھا اور چلنا شروع کر دیا''۔

رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کا یہ مقام ہے تو آقا کریم ﷺ کی عظمت وشان کا کیا کہنا۔ نا آشنا نورِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے خالی عظمتِ مصطفیٰ ﷺ سے ناواقف بے اَدب کیا جانیں۔ پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی کیا کیا عظمتیں ہیں۔

حوضِ کوثر کو دیکھنا:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے آٹھ سال بعد غزوۂ اُحد میں شہید ہونے والوں کی نمازِ جنازہ پڑھی جیسے کوئی زندوں اور مُردوں کو رُخصت کرتا ہے۔ پھر (وہاں سے) آپ ﷺ منبر (مبارک) پر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے (چند باتیں) ارشاد فرمائیں۔

(۱) اِنِّیْ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ فَرَطٌ ''میں تمہارا پیش خیمہ ہوں''۔

(۲) وَاَنَا عَلَیْکُمْ شَهِیْدٌ ''میں تمہارے اَعمال کا گواہ ہوں''۔

(۳) وَاِنَّ مَوْعِدُکُمُ الْحَوْضُ ''میرے تمہارے ملنے کا وعدہ حوضِ کوثر پر ہے''۔

(۴) وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَیْهِ مِنْ مَّقَامِیْ هٰذَا ''اور میں تو (اِس وقت بھی) اِسی مقام سے حوضِ کوثر کو دیکھ رہا ہوں''۔

(۵) وَاِنِّیْ لَسْتُ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا ''مجھے تم پر یہ ڈر نہیں کہ تم شرک کروگے''۔

(۶) وَلٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا اَنْ تَنَافَسُوْا ''بلکہ مجھے جو ڈر ہے وہ یہ ہے کہ تم دنیا کے مزوں میں پڑ کر کہیں ایک دوسرے سے رشک وحسد نہ کرنے لگو''۔ (حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں دُنیا میں یہ میرا رسول اللہ ﷺ کا آخری دیدار تھا۔ ؂

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے محبوب' ہمارے پیارے آقا ﷺ ہیں' جو زمین پر کھڑے ہو کر آسمانوں سے وراء حوضِ کوثر کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور بعطائے اِلٰہی لوگوں کے دِلوں کے حالات اور کیفیات سے باخبر ہیں۔ آپ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنے والے حالات و واقعات اور معاملات کا علم بے کراں عطا فرمایا ہے۔ اِسی عطائی علم کے نور سے آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے کہ مجھے اپنی اُمت کی طرف سے شرک کا خوف نہیں۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اپنی اُمت پر پورا پورا اِعتماد ہے لیکن بعض لوگ اُٹھتے بیٹھتے شرک و

؏ کشف المحجوب ص ۱۴۷۔۱۴۶' فارسی نسخہ تہران۔ ؂ تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۰۳' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۷ ص ۲۷۹' السنن الکبری للبیہقی جلد ۴ ص ۱۴' رحمۃ للعالمین از منصور پوری جلد ۱ ص ۱۴۴۔

بدعت کے فتوؤں کا کاروبارِ زندگی چلا رہے ہیں۔ جس قوم میں ایسے افراد موجود ہوں جو عید کے دن سویاں پکانے اور کھانے پر شرک و بدعت کا فتویٰ لگا دیں۔ یا کسی کام کے کرنے کیلئے تاریخ اور دن مقرر کیا جائے تو اُس پر بھی شرک و بدعت کے فتوے لگا دیں پھر پیچھے کیا بات رہ جاتی ہے۔ ایسے لوگوں سے کوئی پوچھے کیا یہی تبلیغ دین رہ گئی ہے۔ کیا اسی کا نام دین اسلام ہے۔ یہ جو دُنیا میں ظلم و ستم، سود و رشوت، حرام خوری، لوٹ کھسوٹ، عریانی، فحاشی اور دیگر اس طرح کے سیاہ کارنامے ہو رہے ہیں ان کی طرف دھیان کون دے گا؟

آپ ﷺ کے پھرنے سے برکت:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اُن کے والدِ گرامی اُحد کے دن شہید ہوئے اور اپنے اُوپر قرضہ چھوڑ گئے اور چھ بیٹیاں۔ فرماتے ہیں، جب کھجوریں اُتارنے کا وقت آیا تو میں رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم)! آپ (ﷺ) جانتے ہیں، میرے والدِ (گرامی) اُحد کے دن شہید ہو گئے اور اپنے اُوپر بہت قرض چھوڑ گئے۔ میں چاہتا ہوں، آپ (ﷺ) تشریف لے چلیں۔ آپ (ﷺ) کو قرض خواہ دیکھیں گے (اور مجھ پر سختی نہ کریں گے)۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: اچھا تم باغ میں چلو اور ہر قسم کی کھجور کا علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگا دو۔ (فرماتے ہیں) میں نے ایسا ہی کیا اور پھر آپ (ﷺ) کو بلا بھیجا۔ جب قرض خواہوں نے آپ (ﷺ) کو دیکھا تو اُس وقت اور ضد کرنے لگے۔ ○ آپ ﷺ نے جب قرض خواہوں کی یہ ضد دیکھی تو اُن ڈھیروں میں سے جو بڑا ڈھیر تھا **اَطَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ** ''تو اُن ڈھیروں میں سے جو بڑا ڈھیر تھا، اُس کے گرد تین دفعہ طواف فرمایا، (اُس میں برکت ڈالنے کیلئے) پھر اُس پر (کپڑا بچھا کر) بیٹھ گئے'' پھر قرض خواہوں کو بلایا اور اُن کو ناپ تول کر عطا فرماتے رہے۔ (فرماتے ہیں) **حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَالِدِيْ اَمَانَتَه**

''حتیٰ کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہُ الکریم) نے میرے والد (گرامی) کا قرضہ اُتار دیا اور اُن کی امانت ادا فرما دی''۔ میں خوش تھا کہ اللہ (ﷻ میرے والدِ گرامی) کا قرضہ ادا فرما دے اگرچہ میں بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل شانہ) نے کھجوروں کے سارے ڈھیر صحیح سلامت رکھے۔ **حَتّٰى اِنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ كَاَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً** ''اور جس ڈھیر پر آپ ﷺ بیٹھے تھے میں اُس کو دیکھ رہا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی''۔ ○

○ ''زیادہ تقاضا شروع کیا۔ جابرؓ تو آنحضرت ﷺ کو اِس خیال سے لائے تھے کہ آپؐ کو دیکھ کر قرض خواہ کچھ قرضہ چھوڑ دیں لیکن نتیجہ بالعکس ہوا۔ قرض خواہ یہ سمجھے کہ آنحضرتؐ کی جابرؓ پر عنایت ہے اگر جابرؓ کے والد کا مال قرضے کو کافی نہ ہوگا تو باقی قرضہ آنحضرت ﷺ اپنے پاس سے ادا کر دیں گے۔ اِس لئے اُنہوں نے سخت تقاضا شروع کیا''۔ (تیسیر الباری جلد۵ ص ۲۱۱ من وعن) ○○

○○ دوسری روایتوں میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اُن قرض خواہوں کو کچھ قرضہ چھوڑ دینے کی فہمائش کی مگر اُنہوں نے نہ مانا پھر آپؐ نے فرمایا: اچھا اپنے قرض کے بدلے باغ کا سب میوہ لے لو۔ اُنہوں نے نہ مانا۔ وہ یہ سمجھے کہ باغ کا میوہ ہمارے قرض کو کافی نہ ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے گرد پھرنے اور اُس ڈھیر پر بیٹھ جانے کی وجہ سے ایسی برکت دی کہ سب ڈھیر جوں کے توں رہے اور یہ ڈھیر بھی کم نہ ہوا اور قرضہ سب ادا ہو گیا۔ اِس حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ایک کھلا معجزہ مذکور ہے۔☆

☆اِس سے آپ ﷺ کی بے مثلیت اور عظمت و شان کا پتا چلتا ہے۔ یہ سب آپ ﷺ کی برکت سے تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کو قرض سے نجات بھی عطا فرما دی اور اُن کا مال بھی بچ گیا۔ سبحان اللہ!۔

جہاد میں حیات ہے

(قسط نمبر ۵)

از قلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

شہید کے تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں:

حدیث نمبر ۱۳:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بڑے اہتمام سے) قیام فرمایا (کھڑے ہوئے) اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ذکر فرمایا کہ ''اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد اور اللہ عزوجل پر ایمان لانا' تمام اعمال سے اَفضل عمل ہے''۔ اتنے میں ایک شخص اُٹھا اور عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اگر میں اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کیا جاؤں تو میرے گناہ مٹا دیئے جائیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا: **نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ** ''ہاں! جب تو اللہ عزوجل کی راہ میں (اِس انداز سے) شہید کیا جائے کہ تو طالب ثواب ہو' آگے بڑھتا جاتا ہو' پیٹھ پھیر کر نہ پھرتا ہو''۔ پھر رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا کہا؟ اُس نے عرض کیا' فرمائیے' اگر میں اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کیا جاؤں تو کیا میری خطاؤں کو مٹا دیا جائے گا؟ تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ اِلَّا الدَّيْنَ.** [۱] ہاں! جبکہ تو صابر' طالبِ ثواب ہو' آگے بڑھتا ہو' پیٹھ پھیر کر پیچھے نہ ہٹتا ہو (تو تیرے سارے گناہ مٹا دیئے جائیں گے) سوائے قرض کے''۔ اور ہاں! حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایسا ہی کہا ہے۔

جہاد قیامت تک فرض ہے:

حدیث نمبر ۱۴:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ عظیم ہے: **مَنْ يَّبْرَحَ هٰذَا الدِّيْنُ قَائِمًا يُّقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ.** [۲] ''(جب تک) یہ دین قائم ہے' مسلمانوں کی ایک جماعت جہاد کرتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی''۔ مقصد یہ کہ دُنیا میں کہیں نہ کہیں جہاد ہوتا رہے گا اور اِس جہاد کی وجہ سے دین قائم رہے گا۔ جہاد دائمی عبادت ہے' یہ کبھی منسوخ نہ ہوگا۔ نعوذ باللہ مرزائیوں نے جہاد کے خلاف فتویٰ جاری کر کے کفار کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کفر پر کفر کیا۔

حدیث نمبر ۱۵:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ ایک شخص غنیمت کیلئے جہاد کرتا اور ایک شخص اپنی شہرت کیلئے جہاد کرتا ہے اور ایک شخص اِس لئے جہاد میں جاتا ہے کہ اُس کا درجہ دیکھا جائے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں کون مجاہد ہے؟ فرمایا: **مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ** [۳] ''جو صرف اِس لئے جہاد کرے کہ اللہ عزوجل کا کلمہ بلند ہو جائے۔ وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں مجاہد ہے''۔ قتل کرنا مقصود نہ ہو بلکہ رِضائے الٰہی کی نیّت اور ملکی آزادی کا تحفظ پیشِ نظر ہو۔ دین کی حفاظت اور دُشمن کے ظلم و جبر سے رہائی کیلئے جہاد کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔

مجاہد کا ثواب:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے

---

[۱] مسند احمد جلد۵ ص۳۰۴۔ [۲] مشکوٰۃ ص۳۳۰' حدیث نمبر۳۸۰۱' مسند احمد جلد۵ ص۱۰۳' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۲ ص۲۲۵' حدیث نمبر۱۹۳۱' مرقاۃ جلد۷ ص۳۳۴' مسلم حدیث نمبر۱۷۲۔۱۹۲۲' ابوداؤد حدیث نمبر۲۳۸۶' کنز العمال حدیث نمبر۳۴۴۹۵۔ [۳] مشکوٰۃ ص۳۳۱' حدیث نمبر۳۸۱۴' دارمی جلد۲ ص۲۰۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص۴۸' دُرِ منثور جلد۱ ص۲۴۷' مرقاۃ جلد۷ ص۳۴۷۔

ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَامِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فَتَغْنَمَ اَوْ تَسْلَمَ اِلَّا كَانُوْا قَدْ تَعَجَّلُوْا ثُلُثَيْ اُجُوْرِهِمْ وَمَامِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَ تُصَابُ اِلَّا تَمَّ اُجُوْرُهُمْ ۔ ۴؎ ''غازیوں کا جو لشکر بھی جہاد کرے، چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، (جہاد کے بعد) مالِ غنیمت پالے اور سلامت رہے تو وہ اپنے ثواب کے دو تہائی حصے فوراً پالیتا ہے اور غازیوں کا جو لشکر چھوٹا ہو یا بڑا جب جہاد کیلئے جائے اور فتح نہ پائے بلکہ تکلیف دیا جائے (یعنی زخمی یا شہید کیا جائے) تو اُس کے ثواب پورے ہوجاتے ہیں۔

غازی کے جسم کی پھنسی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، اُنہوں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَوَاقَ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَغْزَرِ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ رِيْحُهَا الْمِسْكُ وَمَنْ خَرَجَ بِهٖ خُرَاجٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّ عَلَيْهِ طَابَعَ الشُّهَدَآءِ ۵؎ ''جو (مسلمان) اُونٹنی دوہنے کے وقت کے برابر جہاد کرے تو یقیناً اُس کیلئے جنت واجب ہوئی اور جو اللہ (عزوجل) کی راہ میں معمولی زخمی کیا جائے یا معمولی تکلیف دیا جائے تو وہ زخم قیامت کے دن اُس سے زیادہ چمکدار ہوگا جیسا کہ تھا (یعنی تازہ زخم جتنا سُرخ تھا اُس سے زیادہ سُرخ ہوگا) اور اُس کا رنگ زعفرانی ہوگا اور اُس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی اور جسے اللہ (عزوجل) کی راہ میں پھنسی نکل آئے (موسمی حالات کی وجہ سے) تو یقیناً اُس پر شہیدوں کی مہر ہوگی''۔ (یعنی اُسے بھی شہیدوں کے زُمرے میں شامل کیا جائے گا اور اُن جیسا احترام ہوگا)۔

اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب:

حضرت خریم ابن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَ لَهٗ سَبْعُمِائَةِ ضِعْفٍ ۶؎ ''جو اللہ عزوجل کی راہ میں کچھ خرچ کرے، اُس کیلئے سات سوگنا (ثواب) لکھا جاتا ہے''۔ (اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں خرچ سے مراد ہر اُس کام کیلئے جس سے دین کا فائدہ ہو یا دینی کام ہو جیسے جہاد، زکوٰۃ وغیرہ)۔

خیراتوں سے افضل خیرات:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَنِيْحَةُ خَادِمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۷؎ ''تمام خیراتوں سے افضل خیرات اللہ (عزوجل) کی راہ میں خیمہ کا سایہ ہے (یعنی مجاہدین کو خیمہ دیا جائے کہ سفرِ جہاد میں اُس کے سایہ میں بیٹھیں) اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں خادم کا عطیّہ ہے''۔ (یعنی غازیوں مجاہدوں کی خدمت کیلئے کوئی آدمی مقرر کردینا جو کھانا وغیرہ کی تیاری اور دیگر خدمات سرانجام دے)۔

سات لاکھ درہم کا ثواب:

حضرت علی، حضرت ابودرداء، حضرت ابوامامہ، حضرت

۴؎ مشکوٰۃ ص ۳۳۱، حدیث نمبر ۳۸۱۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۰۰، مسلم جلد ۲ ص ۱۴۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۴۹۷، مرقاۃ جلد ۷ ص ۳۳۵۔ ۵؎ مشکوٰۃ ص ۳۳۲، مسند احمد جلد ۵ ص ۲۴۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۱۷۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۵۴۱، مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۲۸۵۔۲۸۰۔۲۷۵، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۵۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۱۶۱۔۱۷۰، نسائی حدیث نمبر ۳۱۴۱، مستدرک حاکم جلد ۲ حدیث نمبر ۶۸۔۷۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۷۹۲، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۹۵۳۹، مسند احمد جلد ۵ ص ۲۳۰۔۲۴۴، کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۵۵۶۔۱۰۴۹۴، دارمی جلد ۲ ص ۲۰۱۔ ۶؎ مشکوٰۃ ص ۳۳۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۰۳، ترمذی حدیث نمبر ۱۶۲۵، مستدرک حاکم جلد ۳ حدیث نمبر ۲۶۵، نسائی حدیث نمبر ۳۱۸۶، مسند احمد جلد ۴ ص ۳۴۵، مرقاۃ جلد ۷ ص ۳۵۷۔ ۷؎ مشکوٰۃ ص ۳۳۲، ترمذی حدیث نمبر ۱۶۲۷، دُرِّ منثور جلد ۲ ص ۳۸، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۵۸، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۳۳۔

عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ۔ یہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مَنْ اَرْسَلَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَقَامَ بَيْتِهٖ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعِمِائَةِ دِرْهَمٍ وَمَنْ غَزَا بِنَفْسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَنْفَقَ فِيْ وَجْهِهٖ ذٰلِكَ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعِمِائَةَ اَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۸ ''جو شخص اللہ (عزوجل) کی راہ میں کچھ خرچ بھیج دے اور خود اپنے گھر میں رہے' اُس کو ہر درہم کے عوض سات سو درہم ملیں گے اور جو راہِ خدا میں بذاتِ خود جہاد کرے اور اُس کی راہ میں خرچ کرے تو اُس کیلئے ہر درہم کے عوض سات لاکھ درہم (کا ثواب) ہے۔ پھر رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ..... (البقرۃ: ۲۶۱) ''اللہ عزوجل جسے چاہے گا' بہت زیادہ عطا فرمائے گا''۔

اللہ عزوجل کی راہ میں پھرنا اور ستر سال کی نمازیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ ایک گھاٹی (پہاڑ کی غار) کے قریب سے گزرے جس میں میٹھے پانی کا چشمہ تھا۔ اُنہیں وہ چشمہ پسند آیا تو کہنے لگے کاش! میں لوگوں سے علیحدہ ہو جاتا اور اس گھاٹی میں ہی قیام کر لیتا (تاکہ اطمینان سے عباداتِ الٰہی کرتا' لوگوں کے اختلاط سے بچ جاتا، یہ اختلاط ہزاروں غفلتوں اور گناہوں کا سبب ہے) یہ واقعہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ پاک میں عرض کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ مَقَامَ اَحَدِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ سَبْعِيْنَ عَامًا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ اُغْزُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ۹ ''ایسا نہ کرو کیونکہ تم میں سے کسی کا اللہ عزوجل کی راہ میں (جہاد کیلئے) پھرنا' اپنے گھر میں ستر سال تک نمازیں پڑھتے رہنے سے افضل ہے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ عزوجل تمہیں بخشے اور جنت میں داخل فرمائے؟ اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرو۔ جو شخص اُونٹنی دوہنے کے وقت کے برابر جہاد فی سبیل اللہ کرتا ہے' اُس کیلئے جنت واجب ہو گی''۔

ہزار دن سے افضل:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَا سِوَاهُ الْمَنَازِلَ ۱۰ ''اللہ عزوجل کی راہ میں ایک دن کیلئے گھوڑا تیار کرنا اُس کے ماسوا دوسری منزلوں میں سے ایک ہزار دن سے افضل ہے''۔ (یہ افضلیت اِس صورت میں ہے جب جہاد فرضِ عین ہو چکا ہو اور اِسلام اور اِسلامی سرحدوں پر خطرات منڈلا رہے ہوں۔ ایسی صورتِ حال میں اِسلامی سرحد پر کفار کے مقابلے میں گھوڑا باندھنا' یعنی ٹینک کھڑے کرنا' میزائل نصب کرنا' جہاد کیلئے ہر وقت تیار رہنا' ہزاروں کی منازل سے افضل ہے)۔

محبوب قطرات:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَاَثَرَيْنِ قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

۸ مرقاۃ جلد ۷ ص ۳۸۳' ابن ماجہ ص ۲۰۳ حدیث نمبر ۲۷۶۱' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۵۳' قرطبی جلد ۲ جز ۳ ص ۳۰۵' مشکوٰۃ ص ۳۳۵' درمنثور جلد ۲ ص ۳۷۔ ۹ مشکوٰۃ ص ۳۳۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۱۶۰' مسند احمد جلد ۲ ص ۵۲۴' مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۶۸' مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۲۷۹' ترمذی حدیث نمبر ۱۶۵۰' مرقاۃ جلد ۷ ص ۳۶۰۔ ۱۰ مشکوٰۃ ص ۳۳۲' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۴۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۳۹' دارمی جلد ۲ ص ۲۱۱' ترمذی حدیث نمبر ۱۶۶۷' مسند احمد جلد ۱ ص ۶۲' ۷۵' مرقاۃ جلد ۷ ص ۳۶۱' نسائی حدیث نمبر ۳۱۶۹' مسند احمد جلد ۱ ص ۶۵۔

وَقَطْرَةُ دَمٍ يُهْرَاقُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْاَثَرَانِ فَاَثَرٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَاَثَرٌ فِي فَرِيضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ تَعَالٰى [۱۱] ''اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کو دو قطروں سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں' ایک اُس آنسو کا قطرہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے (آنکھ سے) بہتا ہے اور ایک اُس خون کا قطرہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں بہایا جائے۔ اِسی طرح دو قدموں کے نشانات محبوب ہیں' ایک اُس قدم کا نشان جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں (چلتے وقت بنتا) ہو اور ایک وہ نشانِ قدم جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرائض میں سے کسی فرض کی ادائیگی کیلئے ہو''۔

دو آنکھوں کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عَيْنَانِ لَا يَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ [۱۲] ''دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی' ایک وہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے روئے اور دوسری وہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں پہرہ دے''۔ (اِسلامی سرحدوں کی حفاظت کیلئے جاگنے والی سفر جہاد میں سونے والے غازیوں کی حفاظت کرنے والی آنکھ کہ دشمن شب خون نہ مار دے)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ کا غبار:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ [۱۳] ''وہ شخص آگ میں داخل نہ ہو گا جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے خوف سے روئے، یہاں تک کہ دُودھ تھن میں واپس لوٹ جائے (یعنی جس طرح دُودھ کا تھن میں جانا ممکن نہیں اِسی طرح خوف خدا سے رونے والے کے لئے دوزخ میں جانا ممکن نہیں) اور جس شخص پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ کا غبار پڑا ہو (یعنی جہاد کے دوران اُڑنے والا غبار جو غازی اور مجاہد پر پڑے) وہ اور دوزخ کا دُھواں جمع نہیں ہو سکتے''۔

افضل جہاد:

حضرت عبداللہ بن حبشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، (۱) کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: طُولُ الْقِيَامِ ''(نماز میں) دراز (یعنی طویل) قیام''۔ (۲) کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: جُهْدُ الْمُقِلِّ ''فقیر محتاج آدمی خود ضرورت رکھنے کے باوجود خیرات کرے''۔ (۳) کون سی ہجرت افضل ہے؟ فرمایا: مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ''وہ ہجرت افضل ہے جس میں ہجرت کرنے والا تمام چیزیں چھوڑ دے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرام قرار دی ہیں''۔ (۴) کون سا جہاد افضل ہے؟ فرمایا: مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِينَ بِمَالِهٖ وَنَفْسِهٖ ''وہ جہاد افضل ہے جس میں مجاہد اپنے مال اور جان سے جہاد کرے'' (یعنی سب کچھ خرچ کر کے راہِ خدا میں جہاد کرے)۔ اور (۵) کون سا قتل افضل ہے؟ فرمایا: مَنْ اُهْرِيقَ دَمُهٗ وَعُقِرَ جَوَادُهٗ ''اُس شہید کا قتل افضل ہے جس کا خون بہا دیا جائے اور اُس کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں'' (اُس کا ٹینک اور توپ تباہ کر دیئے جائیں)۔ [۱۴]

---

[۱۱] مشکوٰۃ ص ۳۳۳' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۹۵' جلد ۴ ص ۱۳۱' ترمذی حدیث نمبر ۱۶۶۹' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۳۵' درمنثور جلد ۱ ص ۵۹۵۔ [۱۲] مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۲۸۸' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۴۸' مشکوٰۃ ص ۳۳۲' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۵۱۰۔ [۱۳] الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۷۱' جلد ۴ ص ۲۲۹' کنزالعمال حدیث نمبر ۵۸۸۶۔ مشکوٰۃ ص ۳۳۲' حدیث نمبر ۳۸۲۸' ترمذی نمبر ۱۶۳۳' نسائی حدیث نمبر ۳۱۰۷' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۷۷۴' مسند احمد جلد ۲ ص ۵۰۲۔ [۱۴] مشکوٰۃ ص ۳۳۲' حدیث نمبر ۳۸۳۲' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۴۴۹۔ ۱۳۲۵' نسائی حدیث نمبر ۲۵۲۶' مسند احمد جلد ۳ ص ۴۱۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۹' جلد ۴ ص ۱۸۰' جلد ۹ ص ۱۶۴' معانی الآثار جلد ۱ ص ۴۷۶۔

غوث الثقلین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

(اِس ماہ کا خصوصی مضمون)

(ادارہ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے اپنی عظیم الشان کتاب ''اخبار الاخیار'' کے شروع میں آپ کا نام اِن القابات کے ساتھ لکھا ہے: ''قطب الاقطاب فرد الاحباب الغوث الاعظم شیخ شیوخ العالم غوث الثقلین[۱] امام الطائفتین شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ'' [۲] لکھا ہے۔

آپ کی ولادت ۴۷۰ ہجری بمطابق ۱۰۷۵ء اور دوسری روایت میں ۴۷۱ ہجری میں' شہر جیلان نزد بغداد شریف یکم ماہ رمضان المبارک رات کے وقت ہوئی۔

رمضان المبارک کے دِنوں میں دُودھ نہ پینا:

آپ کے والدِ گرامی کا اسمِ گرامی حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست علیہ الرحمہ ہے۔[۳] آپ کی والدہ محترمہ کا اِسمِ مبارک فاطمہ لقب امۃ الجبار اور کنیت ام الخیر رحمہا اللہ تعالیٰ ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں' آپ رمضان المبارک میں دن بھر دودھ نہیں پیتے تھے۔ ''اخبار الاخیار'' میں ہے: چوں وی متولد شد در نہار رمضان از پستان مادر شیر نمی خورد ودر مردم شہرت گردید کہ در خانہ بعضی از اشراف پسری متولد شدہ است کہ در روز رمضان شیر نمی خورد [۴] ''جب آپ پیدا ہوئے تو رمضان المبارک میں دن کے وقت اپنی والدہ محترمہ کا دُودھ نہیں پیتے تھے حتیٰ کہ لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ سادات کے فلاں شریف گھرانے میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان المبارک میں دن کے وقت دُودھ نہیں پیتا''۔

ایک مرتبہ بادل کی وجہ سے ۲۹ شعبان المعظم کو چاند نہ دیکھا جاسکا۔ لوگ تردد میں تھے۔ لوگوں نے آپ کی والدہ محترمہ سے پوچھا کہ آج روزہ ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا: آج روزہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ آج ''عبدالقادر'' نے دُودھ نہیں پیا۔ بعد میں شہادتوں سے تصدیق ہوگئی کہ آج یکم رمضان المبارک ہے۔[۵]

حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا پیدا ہوتے ہی دُودھ نہ پینا اللہ تبارک تعالیٰ کی عطا سے تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جس پر چاہے کرم فرمائے۔ قرآنِ مجید میں حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا مشہور واقعہ ہے کہ جب آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے لکڑی کے صندوق میں ڈال کر دریا میں ڈال دیا تو وہ لکڑی کا صندوق یعنی تابوت جب فرعون کے محل کے کنارے لگا تو اُس نے تابوت کو دریا سے نکلوایا اور اُس کو کھولا تو اندر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نکلے۔ ''اُس نے اُنہیں قتل کرنے کا اِرادہ کیا تو اُس کی بیوی نے کہا' یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے' اِسے قتل نہ کرو' شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اِسے بیٹا بنالیں''۔ جب دُودھ پلانے کا وقت آیا تو فرعون نے دُودھ پلانے والی دائیوں کو بلایا مگر آپ نے کسی دائی کا دُودھ نہ پیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے: وَ حَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ.... (القصص:۱۲) ''اور ہم نے پہلے ہی سب دائیاں اُس پر حرام فرمادی تھیں''۔ جب آپ نے کسی دائی کا دُودھ نہ پیا تو پھر آپ کی والدہ محترمہ کو بلایا گیا' جنھوں نے اُن کو دُودھ پلایا۔ جس رب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ شعور دیا کہ اپنی والدہ محترمہ کے سوا کسی عورت کا دُودھ نہ پیا اُسی رب نے جو جہانوں کا پروردگار ہے اور ہم سب کا خالق و مالک ہے' نے حضرت سیّدنا شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو پیدا ہوتے ہی شعور دیا کہ رمضان المبارک کے دِنوں میں دُودھ نہیں پینا۔

---

[۱] اہل حدیث کے اِمام محمد اسماعیل دہلوی اور عبدالحیٰ بڈھانوی نے ''صراط مستقیم'' میں آپ کو ''حضرت غوث الثقلین'' لکھا ہے ص نمبر ۱۶۶' چھاپہ المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور۔ [۲] اخبار الاخیار ص ۹۔ [۳] قلائد الجواہر مترجم ص ۱۸۔ [۴] اخبار الاخیار ص ۱۶ فارسی۔ [۵] قلائد الجواہر ص ۲۰' نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۳۵ (اردو)۔

دس سال کی عمر کا واقعہ:

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے پوچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ جل سلطانہٗ کے ''ولی'' ہیں تو آپ نے فرمایا: دہ سالہ بودم کہ از خانہ بسوی مکتب می برآمدم و در راہ فرشتگاں می دیدم کہ گردا گرد من می رفتند وچون بمکتب می رسیدم می شنیدم کہ صبیاں رامی گفتند فراخ کنید جای را بر ولیٔ خدا ۶ ''میں دس سال کا تھا جب مدرسے جاتا تو راستے میں فرشتوں کو دیکھتا کہ میرے اِردگرد چل رہے ہیں اور جب میں مدرسے پہنچ جاتا تو میں سنتا کہ وہ بچوں سے کہتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ولی کے لئے جگہ کشادہ کردو''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جس کو چاہے فرشتوں کا دیدار کرواسکتا ہے۔ قرآنِ مجید اور احادیث مقدسہ میں ایسے کئی واقعات مل جاتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس فرشتے اِنسانی شکل میں بھی حاضر ہوتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت زکریا علیہ السلام' حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھی اِنسانی شکل میں آتے تھے۔ ۷ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اِنسانی شکل میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی زیارت کرتے تھے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ میں اکثر بشری صورت میں نورانی حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوتے تھے۔ ۸

آپ فرماتے ہیں: ہر گاہ قصد میکردم کہ باخوردان بازی کنم آوازی می شنیدم کہ می گفتند بجانب من بیاای مبارک پس از ترس می گریختم ودر کنار مادری افتادم والآن این کلمہ را در خلوت خود می شنوم ۹ ''جب بھی میں چھوٹے بچوں کے ساتھ کھیلنے کا اِرادہ کرتا تو ایک آواز میں سنتا جس میں کہا جاتا کہ اے برکتوں والے! ہمارے پاس آؤ۔ یہ آواز سن کر خوف کی وجہ سے دوڑتا ہوا اپنی والدہ کی گود میں آکر چھپ جاتا اور اَب بھی اپنی خلوت میں یہ آواز سنتا ہوں''۔

گائے کا بولنا:

آپ فرماتے ہیں کہ صغیر بودم روزِ عرفہ بخانب سواد شہر برآمدہ دنبال گاوی از گاوان حراثت می دویدم گاوی بگردید و بخانب من نگاھی کرد و گفت یا عبد القادر ترا از برای امثال این کارھا پیدانکر دند و باینھا امر نکردہ ترساں ولرزاں بخانب خانہ برگشتم ۱۰ ''میں چھوٹا سا تھا۔ عرفہ کے دن شہر سے باہر آیا اور کھیتی باڑی کرنے والے بیل کی دُم پکڑ کر بھاگنے لگا۔ بیل نے پلٹ کر مجھے دیکھا اور کہا' اے عبدالقادر! تجھے اِس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا نہ اِس کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ میں گھبراتا اور کانپتا ہوا اپنے گھر واپس آیا''۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت ہے کہ جانور کلام کرتے ہیں۔

بھیڑیئے اور گائے کا بولنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سُنا' آپ ﷺ نے فرمایا: بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ۔ ''ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا' اِتنے میں ایک بھیڑیا اُس کی ایک بکری لے بھاگا' چرواہا اُس کے پیچھے بھاگا اور اپنی بکری چھڑالی۔ بھیڑیا چرواہے کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا' مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ ؟ سبع کے دن کون اِن کا محافظ ہوگا''۔ جس دن میرے سوا کوئی اِن کو نہیں چرائے گا اور ایک دفعہ ایک آدمی ایک بیل ہانک رہا تھا کہ اُس پر سوار ہوگیا۔ بیل اُس کی طرف متوجہ ہوا اور اُس سے کلام کرنے لگا

---

۶ اخبار الاخیار ص ۱۶' قلائد الجواہر ص ۳۳۔ ۷ ھود: ۶۹۔ ۸ آل عمران: ۳۹' ھود: ۷۱' مریم: ۱۷۔ ۹ اخبار الاخیار ص ۱۶۔ ۱۰ اخبار الاخیار ص ۱۶۔

اور کہا' میں اِس لئے پیدا نہیں کیا گیا لیکن میں تو کھیتی باڑی کے کاموں کیلئے پیدا کیا گیا ہوں۔ لوگوں نے کہا' سبحان اللہ! نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِذٰلِکَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ [۱۱] ''میں اِس کی تصدیق کرتا ہوں اور ابوبکر اور عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی اِس کی تصدیق کرتے ہیں۔

''جانوروں کا بولنا قدرتِ الٰہیہ ہے۔ بعض لوگ اولیاء اللہ کے ساتھ جانوروں کے بولنے کو قصہ کہانی اور من گھڑت واقعات کہہ کر نفی کر دیتے ہیں۔ یہ حدیث سب لوگوں کی ہدایت کیلئے نور کا مینارہ ہے''۔

میدان عرفات دیکھنا:

اللہ ﷻ جب آنکھوں کے آگے سے حجابات ہٹا دیتا ہے تو پھر دُور و نزدیک کی چیزیں دکھائی دیتی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ ﷻ نے آسمان و زمین کی بادشاہی دکھا دی۔ وَكَذٰلِكَ نُرِىٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.... [۱۲] ''اور اِسی طرح ہم ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھاتے ہیں''۔

آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ نے یروشلم میں کھڑے ملکِ صبا میں ملکہ بلقیس کے تحت کو دیکھا اور آنکھ جھپکنے سے پہلے حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ [۱۳]

ہمارے پیارے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ زمین پر کھڑے جنت بھی دیکھتے اور دوزخ بھی ملاحظہ فرماتے اور زمین کے اندر قبر میں ہونے والے واقعات کو بھی اپنی نورانی آنکھوں سے ملاحظہ فرماتے۔ ربِ ذوالجلال والاکرام نے اپنے فضل و کرم سے حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کے آگے سے حجاب ہٹا دیئے تو آپ فرماتے ہیں: ببام خانه بر آمدم مردم را دیدم که وقوف بعرفات می کنند پس پیش والده آمدم وازوی طلب اذن کردم که به بغداد روم و تحصیل علم نمایم وصالحان را زیارت کنم رضی الله عنه [۱۴] ''میں اپنے مکان کی چھت پر گیا میں نے لوگوں کو دیکھا کہ میدانِ عرفات میں وقوف کیے ہوئے ہیں۔ میں اپنی والدہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ سے اجازت چاہی کہ میں بغداد شریف جاؤں اور تحصیل علم کروں اور صالحین کی زیارت کروں''۔

چنانچہ سن ۴۸۸ھ ہجری میں جب کہ آپ کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی۔ آپ بغداد شریف تشریف لائے' اور اُس وقت کے شیوخ' ائمہ کرام' بزرگانِ دین اور محدثین کی خدمت کا قصد فرمایا۔ اوّل قرآنِ کریم کے علم کو روایت و درایت اور تجوید و قرأت کے اِسرار و رموز کے ساتھ حاصل کیا اور زمانہ کے بڑے محدثین اور اہلِ فضل و کمال و مستند علمائے کرام سے سماعِ حدیث فرما کر علوم کی تحصیل و تکمیل فرمائی۔ حتیٰ کہ تمام اُصولی' فروعی' مذہبی اور اِختلافی علوم میں علمائے بغداد پر سے ہی نہیں بلکہ تمام ممالکِ اِسلامیہ کے علماء سے سبقت لے گئے اور آپ کو تمام علماء پر فوقیت حاصل ہوگئی اور سب نے آپ کو اپنا مرجع بنا لیا۔

اِس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ نے آپ کو مخلوق کے سامنے ظاہر فرمایا۔ آپ کی نہ ختم ہونے والی محبت عوام وخواص کے دِلوں میں ڈال دی اور آپ کو قطبیتِ کبریٰ اور ولایتِ عظیمہ کا مرتبہ عطا فرمایا' حتیٰ کہ تمام عالم کے تمام فقہاء علماء' طلباء اور فقراء کی توجہ آپ کے آستانہ کی جانب ہوگئی۔ حکمت و دانائی کے چشمے آپ کی زبان سے جاری ہوگئے۔

علومِ ظاہری کی تکمیل کے بعد حضرت شیخ مسلم بن حماد بن دباس علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر رہ کر طریقت وسلوک کی راہیں طے کیں اور خرقہ شریفہ (جو بارگاہ اَحدیت سے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو ملا تھا اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے

[۱۱] تیسیر الباری جلد ۵ص ۱۳' الادب المفرد حدیث نمبر ۹۰۲۔ [۱۲] الانعام ۷۵۔ [۱۳] النمل: ۴۰۔ [۱۴] اخبار الاخیار ص ۱۶۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو عطا کیا گیا تھا اور مولائے کائنات ﷺ کے واسطے سے علماء اور اولیائے اُمت کے پاس سے ہوتا ہوا حضرت ابوسعید مخزمی تک پہنچا تھا) حاصل فرمایا۔ ۱۵

ابوابِ سخن کھل گئے:

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ آپ کے متعلق لکھتے ہیں: حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:- ''در اوّل حال رسولِ خدا ﷺ راو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ را درخواب دیدم که امر فرمودند مرابتکلم واند اختنددر دهن من لعاب دهن وبکشا برمن ابوابِ سخن'' ''شروع میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اور امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو خواب میں دیکھا' مجھے دعوت وتبلیغ کا حکم فرمایا اور میرے منہ میں اپنا نورانی لعاب دہن شریف (تھوک مبارک) ڈالا اور مجھ پر ابواب سخن کھل گئے''۔

''قلائد الجواہر'' میں حضرت شیخ محمد یحییٰ تادنی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضرت سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:- مجھے نمازِ ظہر سے قبل رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تم کلام کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا کہ میں ایک عجمی کی حیثیت سے فصحاء بغداد کے سامنے لب کشائی کیسے کرسکتا ہوں؟ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اپنا منہ کھولو۔ جب میں نے منہ کھولا تو آپ ﷺ نے سات مرتبہ میرے منہ میں نورانی لعاب دہن شریف ڈالا اور حکم فرمایا: ''حکمت وموعظت کے ذریعے لوگوں کو اللہ عزوجل کے راستہ کی دعوت دیتے رہو''۔ اُس وقت میرے اُوپر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی' میں نمازِ ظہر سے فارغ ہوا تو میرے اُوپر کیفیت طاری ہوگئی اور میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو دیکھا۔ وہ فرمارہے ہیں: ''اپنا منہ کھولو جب میں نے منہ کھولا تو آپ نے چھ مرتبہ میرے منہ میں لعاب دہن شریف ڈالا۔ تب میں نے اُن سے سوال کیا' آپ نے سات مرتبہ لعاب دہن شریف کیوں نہیں ڈالا؟ آپ نے جواب میں اِرشاد فرمایا کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے''۔ ۱۶

در مجلس وعظ آنحضرت چار صد نفر دوات و قلم گرفته می نشتند و آنچه ازوی می شنیدند املامی کردند ۱۷ ''آپ کی مجلس وعظ میں چار سو اشخاص قلم دوات لے کر بیٹھتے اور جو کچھ سنتے اُس کو لکھتے رہتے''۔

علم کا درجہ کمال:

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: روزی قاری آیتے از قرآن در مجلس او برخواند و آنحضرت وجهے در تفسیرآن بیان فرمود و وجهے دیگر و دیگر تا یازده وجه تا اینجا علم حاضر ان مجلس همرا بود بعد ازاں در بیان وجوه دیگر شروع نمود و باتمام اربعین وجه افاده فرمود و هر وجه را سندی اتصال رسانید وبر هر وجه دلیلے وهر دلیلے را تفصیلے داد که موجب تعجب حاضران گردید بعد ازاں فرمود گزاشیتم قال و باز آمدیم بحال لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ این کلمه گفتن وشورشے واضطرابے در دلهائے حاضران اوفتادن وجامهائے پاره کردن ورد بصحرا نهادن ۱۸

''ایک دن آپ کے اجتماع میں کسی قاری نے قرآنِ کریم کی ایک آیتِ مبارک تلاوت کی۔ آپ نے اُس کی ایک تفسیر بیان کی پھر دوسری پھر تیسری حتیٰ کہ حاضرین کے علم کے

۱۵ قلائد الجواہر ص ۲۳۔ ۱۶ اخبار الاخیار ص ۱۲' قلائد الجواہر ص ۴۵۔ ۱۷ اخبار الاخیار ص ۱۲۔ ۱۸ اخبار الاخیار ص ۱۱۔

مطابق گیارہ تفسیریں بیان فرمائیں اور ہر تفسیر کی سند متصل اور دلیل اور ہر دلیل کی ایسی تفصیل بیان فرمائی کہ حاضرین غریق حیرت وتعجب ہوگئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب ہم قال کو چھوڑ کر حال میں آتے ہیں' پھر آپ نے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ** فرمایا۔ اِس کلمہ توحید و رسالت کا منہ سے نکلنا تھا کہ حاضرین کے دل میں شورش و اضطراب موجزن ہوا اور کپڑے پھاڑ کر جنگل کی طرف نکل گئے''۔

حکایت:

مشہور ہے کہ حضرت سیّدنا غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ تمام علمائے عراق کے مرجع بلکہ تمام دنیا کے طالبانِ علم کے مرکز تھے۔ اطرافِ عالم سے آپ کے پاس فتاویٰ آتے تھے جن کا غور وفکر اور مطالعہ کتب کے بغیر فوراً آپ صحیح جواب لکھتے۔ بڑے سے بڑے متبحر عالم کو آپ کے خلاف ذرا سی بات بھی لکھنے یا کہنے کی مجال نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ عجم سے آپ کے پاس فتویٰ آیا جس میں تحریر تھا ''ساداتِ علماء اِس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے یہ قسم کھائی ہے کہ اگر وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایسی عبادت نہ کرے کہ افرادِ انسانی میں سے کوئی بھی کسی بھی جگہ اُس عبادت میں اُس کا شریک نہ ہو تو اُس کی عورت کو تین طلاقیں۔ اب بتایئے کہ یہ شخص کون سی ایسی عبادت کرے جس سے اُس کی قسم نہ ٹوٹے۔ اِس کا جواب لکھنے سے عراق و عجم کے تمام علماء عاجز ہوگئے تو آپ کے سامنے یہ فتویٰ پیش ہوا' آپ نے فوراً غور وفکر کے بغیر فرمایا کہ اِس کے لئے خانہ کعبہ کو طواف کرنے والوں سے خالی کرا لیا جائے' پھر یہ شخص تنہا طواف کے سات چکر کرے تو اِس کی قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ خانہ کعبہ کا طواف ایسی عبادت ہے کہ اُس وقت اِنسانوں میں سے کوئی بھی اُس کا شریک نہ ہوگا۔

فجر کی نماز عشاء کے وضو سے:

تا مدت چهل سال نماز فجر را بوضوء عشامی گزاردم [۱۹] ''چالیس سال تک آپ نے فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی ہے''۔

مقامِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ:

آپ خود فرماتے ہیں کہ تا پا نزده سال بعد از ادای نماز عشاء قرآنِ مجید استفتاح می نمودم وبریك پای ایستاده و دست در میخ دیوار زده تا وقت سحر ختم می کردم و از سه روز تا چهل روز می گذشت که قوت نمی یا فتم و خواب نمی کردم [۲۰] ''پندرہ سال تک میرا یہ حال رہا کہ نمازِ عشاء کے بعد قرآنِ مجید اِس طرح شروع کرتا کہ ایک پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور ایک ہاتھ سے دیوار کی میخ پکڑ لیتا' تمام شب اِسی حالت میں رہتا حتیٰ کہ صبح کے وقت قرآنِ کریم ختم کر دیتا' تین دن سے چالیس دن تک بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ نہ کھانے پینے کو کچھ ملا نہ سونے کی نوبت آئی''۔

شیطان کا حملہ:

حضرت سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت شیخ ضیاء الدین ابونصر موسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والدِ محترم حضور غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے خود سنا ہے' فرماتے تھے ایک سفر کے دوران میں ایسے بیابان میں پہنچا جہاں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ چند روز میں نے وہاں قیام کیا لیکن پانی ہاتھ نہ آیا' جب پیاس کا غلبہ ہوا تو اللہ عزوجل نے بادل کا ایک ٹکڑا بھیجا' جس نے میرے اُوپر سایہ کر لیا اور اُس میں سے کچھ قطرات ٹپکے جنہیں پی کر تسکین ہوئی' اس کے بعد اچانک ایک روشنی ظاہر ہوئی جس نے پورے آسمان کا احاطہ کر لیا' پھر اس میں سے ایک عجیب وغریب شکل نمودار ہوئی اور آواز آئی کہ اے عبدالقادر! میں تیرا پروردگار ہوں جو دوسروں پر میں نے حرام کیا وہ تیرے اُوپر حلال کرتا ہوں۔ لہٰذا جو دِل چاہے کر اور جو دِل چاہے لے۔ میں نے کہا **اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ** ط اے ملعون

[۱۹] اخبار الاخیار ص ۱۱۔ [۲۰] اخبار الاخیار ص ۱۱' زبدۃ الخاطر الفاتر ص ۲۷ (اردو)۔

دُور ہو کیا بک رہا ہے۔ اچانک وہ روشنی تاریکی سے بدل گئی اور وہ صورت دُھواں بن کر کہنے لگی' اے عبدالقادر (رحمہ اللہ تعالیٰ) تم اَحکامِ خداوندی (یعنی شریعت) کے جاننے والے اَحوال و منازل سے واقف ہونے کی وجہ سے مجھ سے بچ گئے۔ میں نے اَیسے ہی ہتھکنڈوں اور ترکیبوں سے ستر اہلِ طریقت کو اَیسا گمراہ کر دیا ہے کہ کہیں کا نہ چھوڑا' بھلا یہ کونسا علم و ہدایت ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے میں نے کہا کہ یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کا فضل ہے اور وہی ابتداء و اِنتہا میں ہدایت فرماتا ہے۔ ۲۱

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر توبہ:

آپ کی مجلسِ وعظ میں یہود و نصاریٰ وغیرہ آتے تھے جو آپ کے ہاتھ پر اِسلام لاتے تھے اور ڈاکو' قزاق' اہل بدعت اور مذہب و اِعتقاد کے وہ کچے لوگ بھی اپنی بداعمالیوں سے آپ کے سامنے توبہ کر چکے تھے' پانچ سو سے زیادہ یہود و نصاریٰ اور لاکھوں سے زیادہ دوسرے لوگ آپ کے ہاتھ پر توبہ کر چکے تھے اور اپنی بد عملیوں سے باز آ چکے تھے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے اخلاق مبارکہ:

آپ کے اخلاق و عادات اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کا نمونہ اور اِنَّکَ لَعَلٰی ھُدًی مُّسْتَقِیْمٍ کا مصداق تھے' آپ اِتنے عالی مرتبت' جلیل القدر اور وسیع العلم ہونے اور شان وشوکت کے باوجود کمزور اور غریبوں میں بیٹھتے' فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے' بڑوں کی عزت' چھوٹوں پر شفقت فرماتے' سلام کرنے میں پہل کرتے۔ طالب علموں اور مہمانوں کے ساتھ کافی دیر بیٹھتے' بلکہ اُن کی غلطیوں اور گستاخیوں سے درگزر فرماتے۔ ۲۲

متقین درگذر اور معافی سے کام لیتے ہیں۔ رب ذوالجلال والاکرام نے فرمایا ہے:۔..... وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط..... ۲۳ ''اور لوگوں سے درگذر کرنے والے''۔ اگر آپ کے سامنے کوئی جھوٹی قسم بھی کھاتا تو آپ اُس کا یقین فرما لیتے اور اپنے علم و کشف کو ظاہر نہ فرماتے' اپنے مہمان اور ہم نشین سے دوسروں کی بہ نسبت اِنتہائی خوش اَخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے' آپ کبھی نافرمانوں' سرکشوں' ظالموں اور مالداروں کے لئے کھڑے نہ ہوتے نہ کبھی کسی وزیر و حاکم کے دروازے پر جاتے۔ اُس وقت کے بزرگوں میں سے کوئی بھی حسنِ خلق' وسعتِ قلب' کرمِ نفس' مہربانی اور وعدے کی پاسداری میں آپ کی برابری نہیں کر سکتا تھا۔

مہمان نوازی:

حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد علیہ الرحمہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ موفق الدین علیہ الرحمہ سے حضرت شیخ سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ مجھے اپنے ساتھیوں کے ساتھ آپ کی آخر عمر میں شرفِ ملاقات نصیب ہوا۔ آپ نے ہمیں اپنے مدرسہ میں ٹھہرایا اور دورانِ قیام نہایت شفقت اور توجہ سے پیش آتے۔ اکثر اپنے صاحبزادے کو روشنی اور دوسرے اِنتظامات کی نگرانی کیلئے بھیجتے اور بسا اوقات ہمارے لئے کھانا گھر سے بھجواتے۔ نمازوں کے اَوقات میں جب باہر تشریف لاتے تو اِمامت کے فرائض آپ خود ہی اِنجام دیتے۔ ۲۴

آپ کے حالات مکاشفات' مہمان نوازی اور توکل سے پُر تھے۔ آپ ہر شب مہمانوں کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے۔ ضعیف اور کمزور لوگوں سے ہم نشینی اِختیار فرماتے۔ طالب علموں کے ساتھ صبر و ضبط سے پیش آتے۔ آپ کی صحبت میں بیٹھنے والا ہر فرد یہی محسوس کرتا کہ آپ کی شفقتیں سب سے زیادہ اُسی پر ہیں۔ غیر حاضر لوگوں کے حالات دریافت فرماتے۔ دوستی کی پاسداری فرماتے۔ ۲۵

طالب علموں کے ساتھ سلوک:

حضرت احمد بن مبارک علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عجمی شخص اُبی نامی آپ سے تعلیم حاصل کرتا تھا۔ وہ اِس قدر کند ذہن اور غبی تھا کہ بہت مشکل سے اُسے کوئی بات سمجھ آتی تھی، اِس کے باوجود حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اِنتہائی صبر و تحمل کے ساتھ اُس کو

---

۲۱ اخبار الاخیار ص ۱۲' قلائد الجواہر ص ۲۷۔ ۲۲ اخبار الاخیار ص ۱۷' قلائد الجواہر ص ۶۷۔ ۲۳ آل عمران: ۱۳۴۔ ۲۴ قلائد الجواہر ص ۲۶۔ ۲۵ قلائد الجواہر ص ۲۹' ۳۰۔

درس دیا کرتے تھے۔

ایک دن دورانِ درس حضرت ابن سمول علیہ الرحمہ آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کے اِس صبر وتحمل پر آپ سے تعجب کا اِظہار کیا تو آپ نے فرمایا کہ مشقت میرے لئے صرف ایک ہفتہ کی ہے اِس کے بعد اللہ ﷻ اِس مشقت کو ختم فرمادے گا۔ چنانچہ میں نے ایک ایک دن شمار کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ہفتہ کے آخری دن اُس کا اِنتقال ہوا۔ مجھے اِس پر بہت تعجب ہوا کہ حضرت کو ایک ہفتہ قبل ہی اُس کے اِنتقال کی اِطلاع مل چکی تھی۔ ۲۶

فقیروں کے حاجت روا:

آپ نے ایک روز ایک فقیر کو پریشانی کی حالت میں ایک کونے میں بیٹھا ہوا دیکھا۔ دریافت فرمایا کہ کس خیال میں ہو اور کیا حال ہے؟ عرض کیا کہ میں دریا کے کنارے گیا تھا' ملاح کو دینے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں تھا کہ کشتی میں بیٹھ کر پار اُتر جاتا۔ اَبھی اُس فقیر کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک شخص نے تیس اشرفیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی آپ کی نذر کی' آپ نے وہ تھیلی فقیر کو دے کر فرمایا کہ اِسے لے جاؤ اور جتنے پیسے ملاح کو چاہئیں اُسے بھی دے دو۔ ۲۷

حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے بارونق ہنس مکھ' خندہ رو' بڑے شرمیلے' وسیع الاخلاق' نرم طبیعت والے کریم الاخلاق' پاکیزہ اَوصاف کے حامل مہربان وشفیق تھے۔ جلیس کی عزت کرتے اور مغموم کو دیکھ کر امداد فرماتے آپ کے دَور میں آپ جیسا فصیح وبلیغ کسی کو نہیں دیکھا گیا۔

غریبوں پر شفقت:

ایک دفعہ آپ حج کے اِرادے سے چلے۔ جب موضع حلّہ پہنچے تو رات ہوگئی۔ فرمایا: درینجا خانۂ ببینید کہ فقیر تروبے کس تر و گمنام تر ازوے نباشد: "اِس جگہ اَیسا گھر تلاش کرو جو غریب تر' ٹوٹا پھوٹا اور گمنام قسم کا ہو"۔ میں اُس میں رات گزاروں گا۔ اگرچہ وہاں کے امیروں اور رئیسوں نے اچھے اور عالی شان مکانات آپ کے قیام کیلئے پیش کئے لیکن آپ نے اِنکار فرمایا۔ آخر بہت تلاش کے بعد ایک بوسیدہ مکان ملا جس میں ایک بوڑھا' ایک بوڑھیا اور اُن کی ایک بچی رہتی تھی۔ آپ نے اُس بوڑھے بندے سے رات رہنے کی اِجازت طلب کی اور رات وہیں قیام فرمایا۔ جب لوگوں کو آپ کے قیام کی اِطلاع ملی تو دیدار کیلئے جوق در جوق حاضر ہوئے۔ ھدایا و نذور از نقود و اجناس و حیوانات بسیار آمد و فرمود من از حق خود کہ درین اسباب دارم برآمدم و برای این پیر دادم حاضران نیز بموافقت آنحضرت از حق خود برآمدند و تمام آن اموال و اسباب را تسلیم آن پیر کردند حق تعالیٰ آں پیر را بہ برکت قدوم او غنائی و مکنتی ارزانی داشت کہ ہیچ کس رادران بقعہ نبود ۲۸ "لوگوں نے آپ کی خدمت میں ہدیئے نذرانے نقد اور جنس کی صورت میں اور بے شمار حیوانات پیش کئے۔ آپ نے یہ فرما کر کہ میں اپنے حق سے دستبردار ہوتا ہوں وہ تمام کے تمام اُس بزرگ بوڑھے کو دے دیئے۔ حاضرین نے بھی آپ کی موافقت میں تمام مال واسباب اُن بڑے میاں کو دے دیا اور اللہ ﷻ نے اُس بوڑھے کو آپ کے قدموں کی برکت سے ایسی دولت عطا فرمائی کہ اُس کے اَطراف میں کسی کو نہ ملی"۔

جذبہ ایثار واخلاص:

خلوص وایثار ہی وہ صفات ہیں جو فی الحقیقت اِنسان کو اِنسان بنا دیتی ہیں۔ خلوص کے یہ معنی ہیں کہ جو کام کیا جائے اُس میں اپنی کوئی ذاتی غرض شامل نہ ہو اور جذبہ لِلّٰہیت کامل طور پر کار

---

۲۶ قلائد الجواہر ص ۳۱۔ ۲۷ اخبار الاخیار ص ۱۸۔ ۲۸ قلائد الجواہر ص ۴۸' اخبار الاخیار ص ۱۸۔

فرما ہو۔فرض کو فرض ہی سمجھ کر کرنا چاہئے۔

ایثار یہ ہے کہ اپنے مفاد پر دوسروں کے مفاد کو مقدم رکھا جائے۔درس گاہِ نبوت کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر خلوص و ایثار کی وہ ضوفشانیاں پیدا ہو گئی تھیں کہ شدید حاجت ہونے کے باوجود اگر کوئی بھوکا دروازے پر آجاتا تو سارے کا سارا کھانا اُٹھا کر اُسے دے دیتے اور خود بھوکے رہتے۔دوسرے کی ضرورت کے مقابلہ میں اپنی ضرورت کو قطعی اہمیت نہ دیتے تھے۔

تاریخ اسلام کا ایک اہم ترین واقعہ ہے کہ جنگ یرموک میں ایک مجاہد صحابی زخموں سے چور ہو کر زمین پر گر پڑے، شدت کی پیاس سے مغلوب ہو کر پانی مانگا۔ایک صاحب پانی لے کر پہنچے ہی تھے کہ دوسری جانب سے العطش کی آواز آئی یعنی پانی مانگا گیا۔سنتے ہی فرمایا کہ پہلے اُنہیں پلاؤ۔اُن کے قریب گئے ابھی گلاس لبوں تک پہنچا ہی تھا کہ تیسری طرف سے العطش کی آواز آئی۔فوراً منہ سے گلاس ہٹا کر فرمایا پہلے اُن کو پلاآؤ۔اِس طرح سات آوازیں آئیں ساتویں صحابی کے قریب چھٹے مجروح تڑپ رہے تھے۔اُنہوں نے اِصرار کے ساتھ کہا پہلے اُنہیں پلاآؤ۔یہ اُدھر جو آئے اُنہیں واصل بحق پایا۔دوبارہ پلٹ کر اُدھر گئے تو وہ بھی شہادت کے چھلکتے ہوئے جام سے سیراب ہو چکے تھے۔غرض کہ ساتوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیاسے ہی اِس دُنیا سے رخصت ہو گئے۔اللہ اللہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کتنے بے نفس تھے۔اِن قدسی صفات اِنسانوں میں کتنا پاکیزہ جذبہ پیدا ہو چکا تھا اُن کے دِلوں میں کس حد تک اِنسانی دَرد جگہ پاچکا تھا۔قرآنِ عظیم میں ہے: **وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ** ط قف ...(الحشر:۹) میں اِن بے نفس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اِسی صفتِ ایثار کی تعریف کی گئی ہے۔مطیع پیروکار تھے اور حضرت سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مقدس زندگی میں بھی خلوص و ایثار کے یوں ہی جلوے نظر آتے ہیں۔

ہمدردی اور شفقت:

مخصوصین و مریدین کے اُوپر شفقت و رحمت کا پوچھنا ہی کیا ہے۔مجلس کے حاضر باش حضرات میں سے کوئی بھی شخص نظر نہ آتا تو نمایاں طور سے چہرے پر فکر و تشویش کا اِظہار ہوتا تھا۔بار بار اُس کے بارے میں پوچھتے، خادم سے فرماتے جا کر معلوم کرو کہیں کسی پریشانی میں تو نہیں مبتلا ہو گیا۔طبیعت خراب تو نہیں ہو گئی جب تک اُس کی خیریت معلوم نہ فرما لیتے، مطمئن نہ ہوتے اگر وہ شخص بیمار ہوتا اور اُس کی علالت کی خبر آپ کو ملتی تو اُس کی عیادت کو تشریف لے جاتے۔اپنی پوری زندگی میں اپنے حلقہ بگوشوں اور اپنی بارگاہ کے تمام حاضر باش حضرات میں سے جس کسی کی بھی علالت کی خبر پاتے تو ضرور اُس کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور بہت قریب جا کر بیٹھتے تھے۔دیر تک اِطمینان و تسلی بخش باتیں کرتے اور ہمدردی کا اِظہار فرماتے تھے۔

اَحباب میں سے ایک شخص بغداد شریف سے کافی فاصلے پر ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ایک مرتبہ وہ بیمار پڑے آپ کو اُن کی علالت کی خبر ملی تو آپ سفر کی تمام دشواریاں برداشت کر کے اُس گاؤں میں اُس کی عیادت فرمانے کیلئے تشریف لے گئے۔اِتفاق سے اُس وقت گھر کی بجائے وہ اپنے کھجوروں کے باغ میں لیٹے ہوئے تھے۔آپ نے باغ میں جا کر عیادت فرمائی۔اُس کے باغ میں دو درخت ایسے تھے جو خشک ہو گئے تھے اور صاحبِ باغ اُن کے کٹوانے کا ارادہ کر چکے تھے۔دورانِ گفتگو اُن کا ذکر آیا آپ نے اُن درختوں میں سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر وضو کیا اور دوسرے کے نیچے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اِس کے بعد ایک ہفتہ میں ہی اُن درختوں میں دوبارہ زندگی آ گئی اور شاداب ہو کر بکثرت پھلنے لگے۔روایت کی شہادت یہ ہے کہ آپ کی تشریف آوری ایسی برکت کا باعث بنی کہ اُن کے کاروبار میں بھی کافی ترقی ہو گئی۔

خصائص و ہدایت:

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔مسندِ ولایت کا سجادہ نشین ہونے کیلئے ایک شخص میں بارہ خصائل ہونے چاہئیں۔دو اللہ عزوجل کے۔دو حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آٹھ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے۔اللہ عزوجل کے دو خصائل ستار و

غفار (یعنی ولی اللہ کو پردہ پوش اور درگذر کرنے والا معاف کرنے والا ہونا چاہئے)۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے دو خصائل شفیق و رفیق ہونا (یعنی ولی اللہ لوگوں سے شفقت کرنے والا اور دوسروں کا مددگار ہونا چاہئے)۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح صادق اور متصدق ہونا چاہئے (یعنی سچ بولنا اور سچ کی تصدیق کرنا)۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرح اوامر ونواہی کی پابندی کرانا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرح راتوں کو عبادت کرنا اور صبح بھوکوں کو کھانا کھلانا اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی طرح عالم اور شجاع ہونا۔

آپ نے فرمایا ہے:۔ شیخ طریقت اَحکامِ شریعت سے واقف ہو، آنے والوں سے خندہٗ پیشانی سے ملے، مساکین کے ساتھ قول وفعل میں خضوع اِختیار کرے، حلال وحرام کا اچھی طرح واقف ہو اور طالبینِ طریقت اور اپنے نفس کو مہذب کرے۔ ۲۹

مرید کی تربیت:

فرماتے ہیں:۔ شیخ کیلئے ضروری ہے کہ وہ مرید کے ساتھ ناصحانہ طرز اِختیار کرے۔ اُس کو بہ نظرِ شفقت دیکھے اور اگر اِحتمال ہو کہ مرید ریاضت نہ کر سکے گا تو اُس کے ساتھ مہربانی اور نرمی کا سلوک کرے۔ اُس کی تربیت ایسے کرے جیسے ماں شیر خوار بچے کی کرتی ہے یا جیسے باپ اپنی اولاد کی تربیت شفقت سے کرتا ہے۔ اُس پر اِتنا بوجھ نہ ڈالے جو اُس کی طاقت سے باہر ہو۔

آواز کا کمال:

آپ کی مجلس مبارکہ میں باوجودیکہ ہجوم بہت زیادہ ہوتا تھا لیکن آپ کی آواز مبارک جتنی نزدیک والوں کو سنائی دیتی تھی اتنی ہی دُور والوں کو سنائی دیتی تھی اور آپ اہل مجلس کے خطرات قلبی کے موافق کلام فرماتے تھے۔ ۳۰

اِیمان اَفروز واقعہ:

ایک روز حضرت سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تقریباً دس ہزار لوگ جمع تھے۔ حضرت شیخ علی بن نصر الہیتی علیہ الرحمہ آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے، اُن کو نیند آگئی۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا کہ چپ ہو جاؤ۔ پس وہ اَیسے ہوگئے کہ اُن کے سانسوں کے سوا کسی اور چیز کی آواز سنائی نہ دیتی پھر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ منبر پر سے اُترے۔ حضرت شیخ علی بن نصر الہیتی علیہ الرحمہ کے آگے اَدب سے کھڑے ہوگئے۔ اور اُن کی طرف دیکھنے لگے پھر حضرت شیخ علی بن نصر الہیتی علیہ الرحمہ جاگ اُٹھے۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا کہ آپ نے خواب میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو دیکھا۔ حضرت شیخ علی بن نصر الہیتی علیہ الرحمہ نے جواب دیا، جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کیلئے ہی اَدب کیا تھا پھر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ جنابِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو کیا وصیّت فرمائی؟ حضرت شیخ علی بن نصر الہیتی علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ "آپ کی خدمتِ اَقدس میں رہنے کی"۔ راوی کا قول ہے کہ پھر حضرت شیخ علی بن نصر الہیتی علیہ الرحمہ سے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے قول (یعنی جنابِ رسولِ اکرم ﷺ کیلئے ہی میں نے اَدب کیا تھا) کہ معنے دریافت کئے گئے تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو خواب میں دیکھا تھا مگر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو حالتِ بیداری میں دیکھا۔ ۳۱

قول وفعل میں مطابقت:

حضرت احمد بن صالح بن شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میں مدرسہ نظامیہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس

۲۹ قلائد الجواہر ص ۴۷۔ ۳۰ اخبار الاخیار ص ۱۵۔ ۳۱ بہجۃ الاسرار ص ۹۴، قلائد الجواہر ۴۷۔

میں بیٹھا تھا۔ اِس مجلس میں وقت کے اکثر علماء وفقہا موجود تھے اور آپ کا موضوع گفتگو قضاوقدر تھا۔ اِتنے میں ایک بہت بڑا سانپ چھت سے آپ کی گود میں آگرا۔ یہ واقعہ اِتنی تیزی سے ہوا کہ حاضرین مجلس بدحواسی میں بھاگ اُٹھے۔ وہ سانپ بڑی تیزی کے ساتھ آپ کے جبّہ کے اندر گھس کر سارے بدن کے اِرد گرد پھرنے لگا اور پھر سینہ سے نکل کر گلے کے گرد لپٹ گیا۔ اِس واقعہ کے باوجود نہ تو آپ اپنی جگہ سے ہلے اور نہ ہی سلسلہ کلام منقطع کیا۔ چند لحوں کے بعد سانپ اُترا اور زمین پر آپ کے سامنے کھڑا ہو کر کچھ کہنے لگا جسے ہم نہ سمجھ سکے اور پھر وہ چلا گیا۔ لوگ واپس آگئے اور آپ کی خیریت پوچھی اور معلوم کرنا چاہا کہ اِس سانپ نے آپ سے کیا کہا؟ آپ نے فرمایا: وہ کہتا تھا کہ میں نے اپنی لمبی زندگی میں بہت سے اولیاء اللہ کو دیکھا ہے مگر آپ جیسا ثابت قدم نہیں دیکھا۔ میں نے اُسے بتایا کہ جب تم چھت سے گرے تو میں قضاوقدر کے موضوع پر گفتگو کر رہا تھا مجھے معلوم تھا کہ تم قضاوقدر کے حکم کے بغیر نہ کچھ کر سکتے ہو اور نہ ہی مجھے نقصان پہنچا سکتے ہو۔ میں اِس بات کا عملی مظہر بننا چاہتا تھا یہی وجہ ہے کہ میں ثابت قدم رہا۔ ۳۲

وصال شریف:

۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ بوقت شام آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے: اَسْتَغِیْثُ بِلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی وَالْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَلَا یَخْشٰی سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَتِ وَقَہَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

آخر میں آپ نے اللہ اللہ اللہ کہا پھر آپ کی آواز مبارک مخفی ہوگئی اور جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

☆☆☆

۳۲ نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۸۶۔

(صفحہ نمبر ۱۷ کا بقیہ)

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ھَلَکَ الْمَالُ وَ جَاعَ الْعِیَالُ فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا "جانور مرگئے اور بال بچے بھوکے ہو گئے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم سے دُعا فرمایئے"۔ آپ ﷺ نے دُعا کے لئے نورانی ہاتھ مبارک اُٹھائے اُس وقت آسمان پر اَبر کا ایک ٹکڑا بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اَبھی آپ ﷺ نے ہاتھ مبارک دُعا سے ہٹائے نہیں تھے کہ پہاڑوں کی طرح بادل اُمڈ آئے اور منبر شریف سے آپ ﷺ اُترے نہیں تھے کہ بارش برسنا شروع ہوگئی۔ آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر بارش برسی اور ریش مبارک سے پانی ٹپکنے لگا۔ یہاں تک کہ پورا ہفتہ بارش ہوتی رہی۔ ۳۴ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۸۸)

رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ہمیں شگون لینے سے منع فرمایا۔ ہمارے معاشرے میں اکثر لوگ توہمات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اللہ کریم ہمیں بدشگونیوں اور توہمات سے بچائے، اور اپنی ذات پر یقین کامل نصیب فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ لَا یَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ "الٰہی سوائے تیرے کوئی حقیقی بھلائی نہیں پہنچا سکتا اور سوائے تیرے کوئی حقیقی معنوں میں بُرائیوں کو روک نہیں سکتا اور نہیں ہے طاقت بدی سے بچنے کی مگر تیری توفیق سے اور نہیں ہے نیکی کرنے کی قوت مگر تیری مدد اور توفیق سے"۔

یا الٰہی ہمارا حامی وناصر ہو اور ہمیں اپنے پیارے محبوب ﷺ کا سچا پیروکار بنا اور بال رسومات اور تفکرات سے پناہ عطا فرما۔ آمین!

۳۴ بخاری جلد ۱ ص ۱۳۸، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۸۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۱۳۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۹۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۵۸۳، ۲۸۵۸۴، قرطبی جلد ۴ جز ۷ حدیث نمبر ۲۶۶۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ اور صحیح بخاری

تالیف: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

ترتیب: علامہ مولانا حافظ محمد رضوان یوسفی

آپ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ ہیں۔ آپ کے والد گرامی اسماعیل علیہ الرحمہ نیک خو اور صالح اِنسان تھے اور والدہ ماجدہ مجابۃ الدعا تھیں۔ کمسنی میں حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کی بینائی جاتی رہی جس کا اُن کی والدہ کو سخت صدمہ تھا اور وہ اِس صدمہ میں روتی رہتی تھیں۔ رحمت لایزال کے فیضان سے اُن کی آرزو پوری ہوئی اور حضرت سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کو خواب میں زیارت سے مشرف کرنے کے بعد فرمایا کہ اے خاتونِ نیک صفات تو اپنے بیٹے کی بینائی کی واپسی کی بکثرت دُعا کرتی رہی جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبول فرمائی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیرے بیٹے کی بصارت بحال کر دی ہے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں صحیح سالم اور بصارت دُرست تھی۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ ۱۹۴ ہجری کو بخارا میں پیدا ہوئے۔ اُن کو کمسنی میں جبکہ اُن کی عمر دس برس تھی، حدیث یاد کرنے کا شوق پیدا ہو گیا۔ اِسی اثناء میں اُن کے والدِ گرامی حج کرنے حجازِ مقدس گئے اور اُن کو اپنے ساتھ لے گئے۔ والدِ گرامی تو حج کر کے واپس آ گئے مگر حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ طلب عِلم کے لئے مکہ مکرمہ میں ہی ٹھہر گئے۔ اُس وقت اُن کی عمر اٹھارہ برس ہو چکی تھی۔ پھر وہاں سے اُنہوں نے علم حدیث کی طلب میں بلادِ اسلام میں گھومنا شروع کیا اور مشائخ حدیث اور آئمہ کرام سے وافر علم حاصل کیا۔ چنانچہ اُن کا کہنا ہے کہ میں نے ایک ہزار اَسی (۱۰۸۰) محدثینِ کرام سے اَحادیثِ نبویہ ﷺ پڑھیں۔

تمام محققین کا اِس بات پر اِتفاق ہے کہ قرآنِ کریم کے بعد صحیح بخاری تمام کتب سے اَصح کتاب ہے۔ ایک لاکھ یا اِس سے کم وبیش لوگوں نے اُن سے روایت کی ہے۔

صحیح بخاری میں کل کتنی حدیثیں ہیں؟

''ابن الصلاح نے کہا کہ صحیح بخاری میں سات ہزار دو سو پچھتر (۷۲۷۵) حدیثیں ہیں اور اگر مکررات کو نکال ڈالو تو چار ہزار (۴۰۰۰) حدیثیں ہیں اور اِمام نوویؒ نے بھی اِسی قول کی پیروی کی ہے مگر اُنہوں نے کہا یہ اَحادیثِ مسندہ کا شمار ہے۔ قسطلانی نے کہا، حافظ ابن حجرؒ نے کہا کہ تمام اَحادیث صحیح بخاری کی مع مکررات سوا معلقات اور متابعات کے سات ہزار تین سو ستانویں (۷۳۹۷) ہیں تو ایک سو بائیس (۱۲۲) حدیثیں زیادہ نکلیں اور بلا تکرار دو ہزار چھ سو (۲۶۰۰) حدیثیں ہیں اور اگر معلقہ متون کو بھی ملا لو تو دو ہزار سات سو اکسٹھ (۲۷۶۱) حدیثیں ہوتی ہیں اور کل معلقات بخاری میں ایک ہزار تین سو اکتالیس (۱۳۴۱) ہیں اور اکثر اِن کا اِخراج اِسی کتاب میں ہوا ہے اور جن کا اِخراج نہیں ہوا وہ کل ایک سو ساٹھ (۱۶۰) ہیں اور متابعات تین سو چوالیس (۳۴۴) ہیں اگر سب حدیثوں کو مع مکررات ملاؤ تو نو ہزار بیاسی (۹۰۸۲) حدیثیں ہیں اور موقوف اور اقوال تابعین اِس کے سوا ہیں''۔ انتہیٰ (تیسیر الباری جلد ا ص ۸ من وعن)☆

☆مکررات کی حقیقت اور وجہ تو حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ ہی جانتے ہیں مگر ذہن میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک حدیث شریف کو کئی مرتبہ جو لکھا تو کیوں نہ وہ صحیح اَحادیثِ مبارکہ نقل کر دی جاتیں جو چھوڑ دی گئی ہیں۔ چھ لاکھ حدیثوں کے خزانے سے اُن صحیح اَحادیثِ مبارکہ سے اُمتِ مسلمہ فیض یاب ہوتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔

اِمام بخاری نے اِس کتاب کو کیوں تالیف کیا ہے، اِس کا بیان

اِس عنوان کے تحت وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے:

''ابو علی غسانی نے اِمام بخاریؒ سے نقل کیا، وہ کہتے تھے میں نے اِس کتاب کو چھ لاکھ حدیثوں سے چھانٹا ہے اور اسماعیلی نے اِمام بخاریؒ سے روایت کیا، وہ کہتے تھے، میں نے اِس کتاب

میں وہی حدیث لکھی جو صحیح ہے اور اکثر صحیح حدیث کو چھوڑ بھی دیا"۔ (تیسیر الباری جلد۱ ص ۳ من وعن) ۱؎

☆ امام بخاری علیہ الرحمہ کا اپنا انداز ہے جو اُنہوں نے اَحادیثِ مبارکہ کو ترتیب دینے میں اِختیار کیا ہے۔ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف کی مختلف کتابوں کے مختلف ابواب میں بعض اَحادیثِ مبارکہ کو ایک ہی صحابی رضی اللہ عنہ سے بار بار نقل کیا ہے جب کہ سب کا مضمون ایک جیسا ہے فرق صرف اِتنا ڈالا گیا ہے کہ ایک تو حدیث شریف کے مختلف عنوان دے کر کئی بار بیان کر دیا گیا ہے اور دوسرے اُس کے راوی مختلف ہیں۔ ایک روایت ۲ بار سے ۷ بار تک نقل کی گئی ہیں۔ مثلاً "بَابُ حَلَاوَةِ الْاِیْمَانِ" یعنی "باب: اِیمان کا مزہ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث شریف لکھی گئی ہے جس کے بارے میں حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِیْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ: اَنْ یَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا' وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ' وَاَنْ یَّكْرَهَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْكُفْرِ كَمَا یَكْرَهُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ ۲؎

اِسی روایت کو بَابٌ مَنْ كَرِهَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْكُفْرِ كَمَا یَكْرَهُ اَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ مِنَ الْاِیْمَانِ "یعنی باب جو شخص پھر کافر ہو جانے کو اِتنا بُرا سمجھے جیسے آگ میں ڈالا جانا' وہ سچا مومن ہے"۔ اِس باب میں لکھی گئی روایت کی سند یہ ہے حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ۳؎

دونوں روایات ہر لحاظ سے ایک ہی مضمون کی روایات ہیں اور دونوں اَحادیثِ مبارکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جب کہ راویوں کے ناموں میں اِختلاف ہے۔ پہلی حدیثِ مبارک میں راوی ہیں (۱) محمد بن مثنیٰ (۲) عبدالوہاب ثقفی (۳) ابوایوب اور (۴) ابوقلابہ جبکہ دوسری میں راوی ہیں (۱) سلیمان بن حرب (۲) شعبہ اور (۳) قتادہ

اِس کے علاوہ ایک اور معمولی سا لفظی فرق یہ ہے کہ ایک روایت میں "اَنْ یَّكُوْنَ" کے اَلفاظ ہیں جبکہ دوسری میں "مَنْ كَانَ" کے اَلفاظ ہیں:۔

ترجمہ حدیث شریف:

"نبی کریم (رؤف ورحیم) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں تین باتیں ہوں گی وہ اِیمان کا مزہ پائے گا۔ (۱) اللہ جل جلالہٗ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اُس کو سب سے زیادہ ہو۔ (۲) دوسرے کسی بندے سے خالص اللہ عزوجل کے لئے دوستی رکھے۔ (۳) تیسرے دوبارہ کفر میں جانا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو کفر سے چھڑا دیا ہوا اِتنا بُرا سمجھے جیسے آگ میں ڈالا جانا۔ یہ ایک مثال ہے۔ اَیسی کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

محدثین کے تاثرات:

حضرات علماء کرام کے نزدیک وہ اِنتہائی درجہ کے معظم و محترم تھے حتی کہ حضرت اِمام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ جب اُن کے پاس جاتے تو سلام کے بعد یہ خواہش کرتے کہ اُن کے پاؤں کو بوسہ دیں اور حدیث کے طبیب' اُستاذ الاستاذین اور سیّد المحدثین کے اَلقابات سے اُن کو یاد کرتے تھے۔

حضرت اِمام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے حضرت

۱؎ تیسیر الباری شرح بخاری جلد۱ ص ۳ (ابتدائیہ) چھاپہ تاج کمپنی کراچی' لاہور' راولپنڈی۔ ۲؎ تیسیر الباری جلد۱ ص ۲۱' شرح السنۃ جلد۱ ص ۸۵' بخاری جلد۱ ص ۷ حدیث نمبر ۲۱' مسند احمد جلد۳ ص ۱۰۳-۱۷۴-۲۳۰' مسلم جلد۱ ص ۴۹' حدیث نمبر ۴۳' مجمع الزوائد جلد۱ ص ۵۵-۸۸' الترغیب والترہیب جلد۴ ص ۱۴' کنزالعمال حدیث نمبر ۴۳۲۱۲' مصنف عبدالرزاق جلد۱۱ ص ۲۰۰ حدیث نمبر ۲۰۳۲۰' نسائی جلد۲ ص ۲۶۲۔ ۳؎ تیسیر الباری شرح بخاری جلد۱ ص ۲۴' بخاری جلد۱ ص ۷۔

امام بخاری علیہ الرحمہ کی مثل کوئی شخص نہیں دیکھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کو اِس اُمّت کی زینت پیدا کیا ہے۔ حضرت حافظ ابونعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اِس اُمّت میں بہت بڑے فقیہہ تھے۔ حضرت محمد بن بشار رحمہ اللہ تعالیٰ علمائے مکہ مکرمہ میں سے تھے' کہتے تھے کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ہمارے امام وفقیہہ اور خراسان کے فقیہہ ہیں۔ حضرت ابن مدینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اُنہوں نے اُن کی مثل کوئی نہیں دیکھا ہے۔

حضرت ابن خزیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سقفِ سماء کے نیچے حدیث کا عالم اور حافظ اُن سے بڑا کوئی نہیں۔ بعض علماء نے کہا حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ' اللہ تبارک وتعالیٰ کی زمین پر چلتی پھرتی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی معیشت:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد کے ترکہ سے کثیر مال پایا مگر اُسے صدقہ کر دیا۔ بسا اوقات کھانا کھائے بغیر دن گزر جاتا وہ کبھی دو یا تین نوالے کھاتے اور ہر تیسری رات قرآنِ مجید ختم کرتے تھے۔ وہ غایتِ کمال میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی حفاظت میں رہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی کتابت:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے صحیح بخاری میں تقریباً ۶ ہزار اَحادیثِ مبارکہ ذکر کی ہیں اور ہر حدیث کے لکھنے سے پہلے غسل کر کے دو رکعتیں نماز پڑھتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے مکہ مکرمہ **شَرَّفَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی** میں صحیح بخاری تالیف کی۔ آپ زمزم سے غسل کرتے اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں صحیح بخاری تالیف کی اور روضہ مُبارکہ میں تراجم ابواب لکھے اور ہر ترجمہ لکھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سولہ برس میں صحیح بخاری تالیف کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا امتحان:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کئی دفعہ بغداد گئے۔ وہاں کے رہنے والے لوگ علم حدیث میں اُن کی مہارت وصداقت کے معترف ہو گئے۔ ایک دفعہ اُنہوں نے ایک سو اَحادیث میں قلبِ اسانید اور قلبِ متون سے امام صاحب کا امتحان لیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فوراً سب کو درست کر دیا۔ اور وہ لوگ امام صاحب علیہ الرحمہ کے علم وفضل کے معترف ہو گئے۔

بخارا کی طرف واپسی:

جب بغداد میں خلقِ قرآنِ مجید کا مسئلہ پیدا ہوا اور اِس فتنہ نے بڑے بڑے اعاظم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تو آپ نے بغداد سے بخارا کی راہ اختیار کر لی۔ اہل بخارا نے آپ کی بڑی قدر کی اور اُن کی تشریف آوری کا خیر مقدم کیا۔ آپ کچھ عرصہ بخارا کی مسجد میں تدریسِ حدیث کرتے رہے۔ اُس وقت بخارا کا حاکم خالد بن محمد ذہیلی تھا۔ اُس نے امام صاحب کو پیغام بھیجا اور گذارش کی کہ وہ اپنی کتاب صحیح بخاری لے کر اُن کے مکان پر تشریف لائیں اور وہاں اُن کو حدیثِ مبارک پڑھائیں۔ مگر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ علم کو لوگوں کے دروازوں پر لے جا کر میں اِسے ذلیل نہیں کروں گا۔ اِس پر امیر بخارا برہم ہوا اور یہ واقعہ دونوں کے مابین منافرت ووحشیت کا باعث بنا اور اُس نے حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کو بخارا سے نکل جانے کا حکم دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اُس وقت حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُس کیلئے بددُعا کی' ابھی ایک ماہ گزرنے نہ پایا تھا کہ دارالخلافہ سے پروانہ آیا کہ بخارا کے حاکم خالد کو معزول کر کے گدھی پر سوار کر کے بخارا کے گلی کوچوں میں پھرایا گیا۔ بعد ازیں اُس کو قید کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ وہ قید ہی میں مر گیا۔

سمرقند کی طرف روانگی:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جب بخارا کو اَلوداع

کہا تو سمرقند کے لوگوں نے آپ کو سمرقند آنے کی گزارش کی تو آپ نے سمرقند کیلئے رختِ سفر باندھا۔ جب سمرقند سے دو میل دُور خرتنگ کے مقام پہنچے تو آپ کو یہ خبر ملی کہ آپ کے سمرقند آنے کے باعث اہلِ سمرقند میں اِختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ بعض اُن کو چاہتے ہیں اور بعض اُن کو ناپسند کرتے ہیں۔ حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُس وقت تک وہیں اقامت رکھی جب تک صورتِ حال کی وضاحت نہ ہوگئی۔ ایک رات آپ کبیدہ خاطر ہوئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دُعا کی جبکہ رات کو نماز سے فارغ ہوئے کہ اے اللہ تبارک وتعالیٰ زمین کشادہ ہونے کے باوجود میرے لئے تنگ ہوگئی ہے اَب مجھے قبض کر کے اپنے پاس بلالے اور اِسی ماہ ۲۵۶ ہجری میں ۶۲ برس کی عمر میں عازمِ سفرِ آخرت ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ کہنا دُرست نہیں کہ حدیث کی روشنی میں اِس بات کی وضاحت ملتی ہے کہ موت کی خواہش کرنے سے سرورِ کائنات ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں دُنیاوی تکالیف سے تنگ آ کر موت کی خواہش کرنے سے روکا گیا ہے۔ مگر دین میں خلل کے خطرہ کے پیشِ نظر موت کی خواہش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کا مرتبہ

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ پر روپے اور اشرفیاں لٹانا:

''احمد بن منصور شیرازی نے کہا جب اِمام بخاریؒ بخارا کو لوٹے تو شہر سے تین میل پر اُن کے لئے ڈیرے لگائے گئے اور لوگوں نے اُن کا اِستقبال کیا۔ یہاں تک کہ کوئی مشہور آدمی ایسا نہ رہا جو اُن کے استقبال کو نہ گیا ہو اور اُن پر روپیہ اور اَشرفیاں تصدّق کیے گئے''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۲۱ من وعن) ☆

☆ ماشاء اللہ جس شخص نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اَحادیثِ مبارکہ جمع کیں اُس کا استقبال کرنا' روپے اور اَشرفیاں اُن پر نچھاور اور تصدق کرنا کیسا اِیمان اَفروز اور خوبصورت واقعہ ہے؟ جو شخصیت اَحادیثِ مبارکہ جمع کرے اُس پر روپے اَشرفیاں تصدق کرو اور اِستقبال کرو تو توحید میں کسی قسم کا فرق نہیں پڑتا اور نہ بدعت کے فتوے جھڑتے ہیں۔ اور اگر حدیث مبارک والے' صاحبِ قرآنِ مجید' محبوبِ ربّ العالمین ﷺ کی تشریف آوری کے دن جلوس اور جلسے کا اِہتمام کرو تو تعجب کی رگ اور شرک وبدعت کا مفتی بیدار ہو جاتا ہے۔ اَفسوس ہے ایسی سوچ اور فکر پر۔ کیسے متضاد فکر کے لوگ ہیں جو خود مدارس کے سالانہ پروگرام' ختم بخاری کے جلسے' مختلف عنوانات سے جلوس' سیرت النبی کانفرنس' اہلحدیث کانفرنس' حافظ محمد سعید صاحب کی رہائی پر جشن' اور ٹنوں کے حساب سے مٹھائی کی تقسیم اور صد سالہ جشن ولادت مسلک دیوبند اور صدارت ایک مشرکہ عورت اِندرا گاندھی کی' یہ سب کچھ کرتے ہیں اور کوئی بدعت اور شرک نظر نہیں آتی مگر میلادُ النبی ﷺ کی کانفرنس اور نعت رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ پر روپوں کے تصدق پر شرک و بدعت کے فتوے لگاتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اِن حضرات کو بالغ نظری عطا فرمائے۔

اِمام بخاری علیہ الرحمہ کی قبر کے گرد لکڑی کا جال:

وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے مجھے کفن دینا تین کپڑوں میں جن میں نہ قمیص ہو نہ عمامہ۔۔۔۔ جب اُن کو کفن میں لپیٹا اور نماز سے فارغ ہوئے اور قبر میں رکھا تو اُن کی قبر سے مُشک کی طرح خوشبو پھوٹی اور بہت دنوں تک یہ خوشبو باقی رہی یہاں تک کہ کتنے دنوں تک لوگ اُن کی قبر کی مٹی لے جاتے تھے۔ (سبحان اللہ یہ حدیث شریف کی خدمت کی برکت تھی) آخر ہم نے اُن کی قبر کے گرد لکڑی کا جال بنا دیا۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۲۱ تا ۲۲ من وعن) ☆

☆ قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ اُس دور کے لوگ محدثین کی کتنی تعظیم کرتے تھے اور کوئی شرک وکفر کا فتویٰ نہ لگتا تھا۔ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کی قبر سے مُشک کی طرح خوشبو بھی آتی تھی اور لوگ اُن کی قبر کی مٹی بھی لے جاتے تھے۔ تیسیر الباری جلد ا ص ۲۱ تا ۲۲ (کے ابتدائیہ) میں یہ عبارت تحریر کر کے لکھا ہے ''سبحان اللہ یہ حدیث شریف کی خدمت کی برکت تھی''۔ جس شخص

نے حدیثِ مبارک کی خدمت کی اُس کی مٹی سے خوشبو آئے اور لوگ اُس کی قبر کی مٹی بطورِ تبرک لے جائیں اور غیر مقلد شارح بخاری صاحب یہ کہیں سبحان اللہ! ''یہ حدیث شریف کی خدمت کی برکت تھی''۔ اِن سے پوچھا جا سکتا ہے کیا یہ لوگ قبر پرست نہیں تھے؟ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف لکھی اور بقول حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کے اُنہوں نے اکثر صحیح حدیثیں چھوڑ دیں پھر بھی اُن کی قبر سے خوشبو آتی رہی اور لوگ مٹی کو تبرک سمجھ کر لے جاتے تھے۔ تو اولیاء اللہ جنہوں نے لاکھوں اِنسانوں کے سینوں کو عشقِ الٰہی اور محبتِ رسول اللہ ﷺ سے روشن کیا۔ اُن کے مزارات کی مٹی کی کیا عظمت ہوگی؟ سبحان اللہ! اِسی لئے تو اِن کے مزارات کو عرق گلاب سے غسل دیا جاتا ہے اور لوگ اُس عرق کو تبرک سمجھ کر لے جاتے ہیں اور اِس لئے بھی کہ ولی اللہ کی قبر جنت کا باغ ہوتی ہے، وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، وہاں لوگ تلاوتِ قرآنِ مجید کرتے ہیں اور فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، وہاں محافلِ ذکر منعقد ہوتی ہیں، وہاں سیارہ فرشتے محافلِ ذکر میں شرکت کرتے ہیں۔ اِسی لئے تو لوگ وہاں کثیر تعداد میں جاتے ہیں کہ وہاں دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔

آج کل کے بعض لوگ جو اِنتہائی متشدد ذہنیت رکھتے ہیں، اِنتہائی اِحسان فراموش اور نفرتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ جن بزرگانِ دین کے صدقے یہ خطۂ پاکستان اِسلام کا گہوارہ بنا اور جس میں رہ کر لوگوں سے صدقے لیتے ہیں، کھالیں لیتے ہیں اور محکمہ اوقاف میں ملازم ہو کر مزارات سے حاصل شدہ رقوم سے تنخواہیں وصول کرتے ہیں۔ جن درگاہوں پر ''شرک کے اڈے'' ہونے کا فتویٰ لگاتے ہیں وہ درگاہیں ایسی عظیم الشان جنت کے باغ ہیں جن کے اِنتظامات کے لئے بہت بڑا محکمہ اوقاف معرضِ وجود میں آیا ہے۔ اگر یہ لوگ اُنہیں شرک کے اڈے کہتے ہیں۔ تو اُنہیں اپنے باوقار ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے شرک کے اڈوں کی کمائی سے تنخواہیں لینے سے اِنکار کرتے ہوئے اِستعفے دے دینے چاہئیں۔ مگر یہ لوگ زر پرست حریص ہیں، ابن الوقت ہیں، یہ نوکریاں نہیں چھوڑیں گے۔ شرک کی کمائی کھائیں گے اور اپنے ہی فتوؤں کی لپیٹ میں آکر بے نور زندگی گزارتے رہیں گے۔

قارئینِ کرام! جب لوگ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کی قبر سے مٹی لے جانے لگے تو ''خرتنگ'' شہر کے لوگوں نے آپ کے مزار کے گرد لکڑی کا جال بنا دیا۔ اگر لکڑی کا جال بنایا جا سکتا ہے تو لوہے اور پتھر کا بھی بنایا جا سکتا ہے۔ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کے حالاتِ زندگی پڑھنے کے بعد اَندازہ ہوتا ہے کہ آج جو لوگ بات بات پر کہتے ہیں، بخاری دکھاؤ، بخاری دکھاؤ۔ یا کیا یہ ''صحیح بخاری'' میں لکھا ہوا ہے، یہ بات کہنا ہی بدعت ہے۔ کیونکہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے تو فرمایا ہی نہیں کہ بخاری دکھاؤ یہ تو بعد کے لوگوں کی بنائی ہوئی گردان ہے۔

صاحبِ قبر اِمام بخاری علیہ الرحمہ کے وسیلہ سے بارش:

''قسطلانی نے اِرشادُ الساری میں نقل کیا، ابوعلی حافظ سے اُنہوں نے کہا مجھ کو خبر دی ابوالفتح نصر بن الحسن سمرقندی نے جب وہ آئے ہمارے پاس ۴۶۴ھ میں کہ سمرقند میں ایک مرتبہ بارش کا قحط ہوا۔ لوگوں نے پانی کیلئے کئی بار دُعا کی، پر پانی نہ پڑا آخر ایک نیک شخص آئے، قاضی سمرقند کے پاس اور اُن سے کہا میں تم کو ایک اچھی صلاح دیا چاہتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا بیان کرو، وہ شخص بولے تم سب لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر اِمام بخاریؒ کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ سے دُعا کرو۔ شاید اللہ جل جلالہٗ ہم کو پانی عطا فرمائے، یہ سن کر قاضی نے کہا تمہاری رائے بہت خوب ہے اور قاضی سب لوگوں کو ساتھ لے کر اِمام بخاریؒ کی قبر پر گیا اور لوگ وہاں روئے اور صاحبِ قبر کے وسیلہ سے پانی مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت شدت کا پانی برسانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ شدت بارش سے سات روز تک لوگ خرتنگ سے نہ نکل سکے''۔ (تیسیر الباری جلد ۱ ص ۲۲ من وعن ابتدائیہ) ؎

؎ اِرشادالساری اور تیسیر الباری کے صفحات کی فوٹو صفحہ نمبر ۴۶ پر ملاحظہ فرمائیں۔

آغازِ اسلام سے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے مقدس مقامات یعنی قبور پر دُعائیں قبول ہوتی ہیں آج تک صحیح العقیدہ مسلمان اِسی عقیدہ پر قائم ہیں۔

رہبر شریعت نائب غوث الثقلین امین علم لدُنی قطبِ جلی حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

نبیاں تے ولیاں دے دَر تے مقبول دُعاواں ہوندیاں نے
ہڑھ وگدے نے جد اَشکاں دے پھر معاف خطاواں ہوندیاں نے
دیوانے نئیں اوہ دانے نے جیہڑے دَر ولیاں تے جاندے نے
نبیاں ولیاں دے پاک مزاراں تے سب ختم سزاواں ہوندیاں نے
گل من یوسف دی اے واعظ اے سب نے ٹکڑے جنت دے
اَیہہ روضے والیاں جنیاں وِی دھرتی تے تھاواں ہوندیاں نے

ارشادالساری شرح صحیح البخاری صفحہ نمبر ۵۶۵۶

الثالثة. وقال أبو علي الحافظ: أخبرنا أبو الفتح نصر بن الحسن السمرقندي قدم علينا بلنسية عام أربعة وستين وأربعمائة، قال: قحط المطر عندنا بسمرقند في بعض الأعوام فاستسقى الناس مرارًا فلم يسقوا، فأتى رجل صالح معروف بالصلاح إلى قاضي سمرقند وقال له إني قد رأيت رأيًا أعرضه عليك قال وما هو؟ قال أرى أن تخرج ويخرج الناس معك إلى قبر الإمام محمد بن إسماعيل البخاري ونستسقي عنده فعسى الله أن يسقينا، فقال القاضي نعم ما رأيت فخرج القاضي ومعه الناس واستسقى بهم وبكى الناس عند القبر وتشفعوا بصاحبه، فأرسل الله تعالى السماء بماء عظيم غزير أقام الناس من أجله بخرتنك سبعة أيام أو نحوها لا يستطيع أحد الوصول إلى سمرقند من كثرة المطر وغزارته، وبين سمرقند وخرتنك ثلاثة أيام

تیسیر الباری شرح بخاری صفحہ نمبر ۲۲ دیباچہ

ابو علی حافظ نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو الفتح نصر بن الحسن سمرقندی نے جب وہ آئے ہمارے پاس ۴۶۴ ہجری میں کہ سمرقند میں ایک مرتبہ بارش کا قحط ہوا لوگوں نے پانی کے لئے کئی بار دعا کی پر بارش نہ ہوا آخر ایک نیک شخص آئے قاضی سمرقند کے پاس اور ان سے کہا میں تم کو ایک اچھی صلاح دینا چاہتا ہوں انہوں نے کہا بیان کرو وہ شخص بولے تم سب لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر امام بخاریؒ کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ سے دعا کرو شاید اللہ جل جلالہ ہم کو پانی عطا فرمائے۔ یہ سن کر قاضی نے کہا تمہاری رائے بہت خوب ہے اور قاضی سب لوگوں کو ساتھ لے کر امام کی قبر پر گیا اور لوگ وہاں روئے اور صاحب قبر کے وسیلہ سے پانی مانگا اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شدت کا پانی برسانا شروع کیا یہاں تک کہ شدت بارش سے سات روز تک لوگ خرتنگ سے نہ نکل سکے

حقوقِ فوت شُدگان

پیش نظر کتاب نہایت تحقیقی، عملی، فکری، اصلاحی اور تعمیری کتاب ہے: موت کیا ہے؟ کسی عزیز کے مرنے پر رونا جائز ہے یا نہیں؟ غسل میت۔ کیا عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے؟ کفنِ میت۔ جنازہ لے چلنے کا بیان۔ نماز جنازہ کا بیان۔ غائبانہ نماز جنازہ کیا ہے؟۔ دفنِ میت۔ حالات قبر۔ قبر میں فرشتوں کے سوالات۔ عذابِ قبر۔ شہید کو عذاب وسوال معاف۔ کیا عورتوں کا قبرستان جانا جائز ہے یا نہیں؟ زیارت قبور۔ کیا میت بولتی یا سنتی ہے؟ نبی کریم ﷺ کا وصال مبارک اور عام آدمی کی موت۔ کیا منافق اور کافر و مشرک کا نماز جنازہ پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ کیا قل شریف اور چالیسواں کرنا جائز ہے یا نہیں؟ صدقہ و ایصال ثواب کیا ہے؟ علاوہ ازیں عدت و سوگ اور بہت سے مسائل پر مشتمل خوبصورت کتاب

اِن تمام موضوعات پر اتنی جامع، مفصل، روح پرور، دلکش اور ایمان افروز کتاب کا ضرور مطالعہ کریں

تالیف منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

قیمت:-/250 روپے

یوسف مصر محبت

پیکر پیر طریقت، رہبر شریعت، نیر اوجِ شرافت، مصر محبت، زبدۃ العارفین، ایثار و وفا، عاشق مصطفےٰ، فنافی الرسول، پروانہ توحید و رسالت، امینِ علمِ لدنی، قطبِ جلی، نائب غوث الثقلین حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی قدس سرہُ العزیز

کی سیرت پر مبنی خوبصورت کتاب

تالیف منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

قیمت:-/400 روپے

ملنے کا پتا
جامع مسجد نگینہ
A-977 بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور
042-36823128,36846677,0300-4274936